ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

فتح 1382ہجری
شوال/ذیقعدہ 1424ہجری قمری
دسمبر 2003عیسوی

اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ

اے مسرور میں تیرے ساتھ ہوں (تذکرہ صفحہ 744)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ [illegible] منعقدہ [illegible] اگست [illegible] کے موقع پر محترم [illegible] صاحب صدر جماعت احمدیہ [illegible] [illegible]

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ دہلی منعقدہ [illegible] اگست [illegible] کے موقع پر محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، محترم مولانا محمد [illegible] صاحب مبلغ دہلی و دیگر معززین کے ساتھ خدام و اطفال کی ایک گروپ فوٹو

مجلس خدام الاحمدیہ کرناٹک (نارتھ زون) کے پہلے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اسٹیج کا منظر

مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد (مہاراشٹر) کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر خدام و اطفال کی ایک تصویر

مجلس انصار اللہ تامل ناڈو کا تیسرا سالانہ اجتماع مورخہ ۱۹-۲۰ اگست [illegible] کو کوئمبتور میں منعقد ہوا۔
اس اجتماع میں محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد
صدر مجلس انصار اللہ بھارت، محترم A.P.Y. عبد اللہ صاحب امیر صوبائی تامل ناڈو نے بھی شرکت فرمائی۔ مکرم
[illegible] احمد صاحب نائب امیر [illegible] تقریر فرماتے ہوئے۔

محترم سلطان احمد صاحب ناظم انصار اللہ [illegible] حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
منظوم کلام پیش کرتے ہوئے۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد 22 فتح 1382 ھجری شمسی بمطابق دسمبر 2003ء شمارہ-12

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔
(المصلح الموعودؓ)

ضیاپاشیاں

اداریہ	2
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام	3
فی رحاب تفسیر القرآن	4
کلام الامام	6
نئی زمین اور نیا آسمان (نظم)	7
احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ (قسط اول)	8
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلوب جہاد (اول)	14
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی شفقت خلق	21
گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔	26
احمدیوں کا دارالقضاء	29
صوبہ کیرلہ کے دو بزرگ علماء کا ذکر خیر	31
خصوصی سرکلر از دفتر اطفال الاحمدیہ بھارت	33
بکھرے موتی (برائے اطفال)	35
تصاویر واقفین وواقفات نو بھارت (قسط 8)	37

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

نگران: محمد نسیم خان
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
زین الدین حامد

نائبین
نصیر احمد عارف
عطاء الٰہی احسن غوری
شاہد احمد ندیم

مینجر: حافظ مخدوم شریف، برائے دفتری امور
سید فیروز الدین، برائے سرکلیشن
پرنٹر و پبلشر منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے
کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن، صمد احمد غوری، طاہر احمد امنی، شاہد احمد ندیم
دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان، مسعود احمد راشد
مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

e-mail: mishkat_qadian@yahoo.com

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک: 120 روپے
بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 10 روپے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

عہدیداران جماعت

''سید القوم خادمھم'' کے مصداق ہوں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام جماعت کی اہمیت اور اس کے استحکام کے تعلق سے ۵ دسمبر ۲۰۰۳ء کو جو تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا ہے M.T.A کے ذریعہ اکناف عالم میں بسنے والے احمدی سن چکے ہیں۔ حضور انور کا ایک ایک لفظ خدائی تائید و نصرت کا بین ثبوت ہے اور قرآنی حقائق و معارف اور اسلامی روایات اور لٹریچر کی گہری واقفیت کا آئینہ دار ہے۔ اللھم اید امامنا بروح القدس و بارك لنا فی عمرہ و امرہ

یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل اور اس کا احسان ہے کہ جماعت احمدیہ عالمگیر ایک عدیم المثال نظام آسمانی سے وابستہ ہے۔ اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احمدی ''حبل اللہ'' کے ذریعہ اس روحانی نظام میں اسطرح پروئے گئے ہیں کہ اتحاد و اتفاق کے لحاظ سے ''بنیانٌ مرصوص'' کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی غیر معمولی کامیابی کا راز بھی اسی اتحاد و اتفاق میں ہی مضمر ہے۔ تمام شعبہ ہائے زندگی میں جماعت کو جو عظیم الشان فتوحات نصیب ہو رہی ہیں وہ دراصل اسی نظام کی مرہون منت ہیں۔

بچپن سے ہی اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے احمدی بچے اور بچیاں مختلف ذیلی تنظیموں کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہیں اور سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد یہ خود اپنوں میں سے ہی اپنے عہدیدار منتخب کر لیتے ہیں اور مختلف شعبہ میں خدمت کے مواقع ان کو ملتے ہیں۔ تو بچپن سے ہی اس رنگ میں تربیت پانے کے نتیجہ میں بڑے ہو کر جماعت کی بھاری ذمہ داریاں سنبھالنے کی وہ اہل ہو جاتے ہیں۔ کسی قسم کا رخنہ نہیں پڑتا، جذبہ اطاعت سے سرشار یہ عہدیدار جب اپنے اپنے عہدوں کا حق ادا کرتے ہیں تو ماتحت جو عوام ہیں جنکو اس بات کا یقین ہے کہ یہ عہدیدار ہماری خدمت کے لئے مامور ہیں، اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے ہیں۔ پھر جس طرح انسانی جسم کے تمام اعضاء و جوارح دل و دماغ کے تابع رہتے ہیں اُسی طرح پوری جماعت اپنے افسروں اور عہدیداروں کی اطاعت میں بطیب خاطر تیار رہتی ہے۔ پس ذیلی تنظیمیں در اصل مستقبل کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے خدام و اطفال میں اہلیت اور صلاحیت پیدا کرتی ہیں۔

سیاسی اور دنیاوی عہدوں اور مناصب کے مقابل پر جماعتی مناصب یا عہدے کئی پہلو سے امتیازی شان اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ دنیاوی عہدوں میں عہدہ کو بطور پیشہ اختیار کیا جاتا ہے اور کسی منصب پر فائز ہونے کے لئے نہایت عرق ریزی کے ساتھ کوشش کی جاتی ہے اور جائز و ناجائز ذرائع بروئے کار لائے جاتے ہیں۔ لیکن یہاں پر جو عہدہ کی خواہش کرتا ہے اس کو عہدہ نہیں دیا جاتا۔ اگر مجلس انتخاب میں کسی کا نام پیش ہو جائے تو وہ خود کو ووٹ دینے کا بھی حق نہیں رکھتا چہ جائیکہ وہ دوسروں سے ووٹ مانگے۔ جماعتی عہدیدار سٹیجوں پر بیٹھنے کے لئے بنائے نہیں جاتے یا رعونت اختیار کرنے کے لئے بنائے نہیں جاتے بلکہ 'سید القوم خادمھم'' قوم کے سربراہ ان کے خادم ہوتے ہیں کے اصول پر ان کو بنائے جاتے ہیں۔ جماعتی عہدوں کے تعلق سے جو امور حضور انور نے بیان فرمائے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے:-

☆ نظام جماعت / عہدیداران جماعت دراصل اپنے اپنے علاقہ میں خلیفہ وقت کے نمائندے کے طور پر متعین ہیں ☆ عہدیدار اپنی ''انا'' اور خواہشات کو مکمل ختم کر کے خدمت سرانجام دیں گے ☆ ترش روئی اور سخت دلی سے دور ہوں ☆ غصہ سے اجتناب کریں، نہایت تحمل سے کام لیں، وسعت حوصلہ کا مظاہرہ کیا جائے ☆ اپنے ماتحتوں کے ساتھ پیار اور محبت کے تعلقات کو بڑھایا جائے ☆ ان کی باتوں کو غور سے سنا جائے ☆ کسی کی طرف سے کوئی مشورہ پیش ہو تو اسے نظر استخفاف سے نہ دیکھا جائے خواہ وہ معاشرہ میں ادنیٰ درجہ رکھتا ہو ☆ اپنے ماتحتوں کے ساتھ نہایت پیار اور محبت، عاجزی و انکساری کے ساتھ پیش آنا چاہیئے ☆ عہدیداروں کو حضرت اقدس رسول اللہ ﷺ کے اس انذار کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:-

''جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ لوگوں کی نگرانی، فرض کی ادائیگی اور ان کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دیگا اور اس کو بہشت نصیب نہیں کریگا''

اسی طرح جو ماتحت احباب جماعت ہیں ان کا فرض ہے کہ اپنے عہدیداروں کا احترام کریں، ان کے لئے دعائیں کریں۔ ان کی ہر حال میں خوش دلی کے ساتھ اطاعت کریں۔ پس جسقدر عہدیداروں اور احباب جماعت میں خوشگوار تعلقات ہوں گے اسی قدر عمومی معیار بلند ہوگا اور جماعت ہر لحاظ سے ترقی کرتی چلی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نظام جماعت کی باریکیوں کو سمجھنے اور اس کے استحکام کے لئے جدوجہد کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(زین الدین حامد)

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دیکھو خدا نے ایک جہاں کو جھکا دیا
گمنام پا کے شہرۂ عالم بنا دیا

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا!
میں اِک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اُس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی

کچھ ایسا فضل حضرت ربّ الوریٰ ہوا
سب دشمنوں کے دیکھ کے اوساں ہوئے خطا

اِک قطرہ اُس کے فضل نے دریا بنا دیا
میں خاک تھا اُسی نے ثریا بنا دیا

میں تھا غریب و بے کس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی

اب دیکھتے ہو کیسا رجوعِ جہاں ہوا
اِک مرجعِ خواص یہی قادیاں ہوا

'مبارک سو مبارک'

خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں منعقد ہونے والے پہلے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لئے اندرون و بیرون ملک سے آئے ہوئے تمام مہمانان کرام کی خدمت میں دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت وادارہ مشکوٰۃ کی جانب سے مبارک سومبارک۔

آپ سب کا مقدس بستی قادیان میں آنا اللہ تعالیٰ بے حد مبارک فرمائے اور آپ کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُن دعاؤں کا وارث بنائے جو شرکاء جلسہ کے لئے حضور اقدس نے کی ہیں۔

جلسہ سالانہ کے فیوض و برکات سے اپنی جھولیوں کو بھر کر واپس جانے والے ہوں اور ایک نئی پاکیزہ زندگی نصیب ہو۔آمین

رسالہ مشکوٰۃ تعلیمی وتربیتی میدان میں نمایاں کردار کے ساتھ اپنا 22واں سال نہایت کامیابی کے ساتھ مکمل کر رہا ہے۔تمام شرکاء جلسہ سے توقع ہے کہ وہ اس رسالہ کی توسیع اشاعت میں تعاون فرمائیں گے۔تا کہ یہ رسالہ بھی دیگر جماعتی اخباروں و رسائل کے ہمدوش ہوکر اپنے اجراء کے مقاصد کی تکمیل کیلئے کوشش کر سکے۔

اللہ تعالیٰ سب کا حامی وناصر ہو۔آمین (ادارہ)

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝

قسط : ۲۴

فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ

پس (کافر کو) چاہیے کہ وہ اپنی مجلس کو بلائے

حل لغات: النّادِی عربی زبان میں اُس مجلس کو کہتے ہیں جس میں دن کے وقت لوگ بیٹھ کر مختلف امور کے متعلق باہم مشورہ کرتے ہیں (اقرب) جس طرح مائدہ اُس دسترخوان کو کہا جاتا ہے جس پر کھانا چنا ہوا ہو۔ اسی طرح النّادِی مجلس کو کہا جاتا ہے مگر اُس مجلس کو جس میں آدمی بیٹھے ہوئے ہوں خالی کمرہ کو نہیں کہتے۔ (اقرب)

تفسیر: کفارِ مکہ آپس میں کہا کرتے تھے آج بڑا مشورہ ہوا۔ آج محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے ساتھیوں کے بائیکاٹ کا فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ آج ان کو مارنے پیٹنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ آج ان کے قتل کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ فرماتا ہے لوگ جس مجلس کے حوالے دیا کریں گے اور کہیں گے کہ آج یہ فیصلہ ہوا۔ کل وہ فیصلہ ہوا۔ ہم اسی مجلس کے متعلق اس دن کفار سے کہیں گے کہ اب کیوں کسی کو اپنی مدد کے لیے نہیں بلاتے۔ جاؤ اور اپنے اُن ساتھیوں کو بلاؤ جن کے ساتھ مل کر تم مسلمانوں کے خلاف دن رات منصوبے کیا کرتے تھے اور دیکھو کہ اس موقعہ پر وہ تمہارے کام آتے ہیں یا نہیں۔ تم نے مسلمانوں کے خلاف تو منصوبے کر لیے اب تم ہماری گرفت میں آچکے ہو۔ اگر تم میں طاقت ہے تو اب اپنے مشیروں کو بلاؤ اور اُن کو کہو۔ وہ تمہاری مدد کریں۔

سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ

ہم بھی اپنی پولیس کو بلائیں گے

حل لغات: الزَّبانیۃ: زبن سے ہے اور زبن (یزبن زبنا) کے معنے ہوتے ہیں **دفعہٗ** اُس کو دور کیا۔ **صدمہٗ** اُس سے ٹکرایا (اقرب) اسی طرح لکھا ہے الزبانیۃ عند العرب الشُّرط یعنی زبانیۃ کے معنی عربی زبان میں پولیس کے ہوتے ہیں۔ (اقرب)

تفسیر: فرماتا ہے وہ بھی اپنے ساتھیوں کو بلاتے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف مجالس منعقد کیا کرتے تھے اس کے مقابل میں ہم بھی اپنی پولیس کو بلانے والے ہیں۔ مفسّرین لکھتے ہیں کہ زبانیہ سے مراد دوزخ کے فرشتے ہیں مگر میرے نزدیک یہ دوزخ کے نہیں بلکہ جنت کے فرشتے ہیں اور اس سے مراد وہ صحابہؓ ہیں جنہوں نے بدر کی جنگ میں کفار کو اُن کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا اور انہیں اُن کے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ انہی صحابہؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ یہ مظلوم، کمزور اور بے بس مسلمان جنہیں تم نے اپنے مظالم کا تختۂ مشق بنایا ہوا ہے ہماری پولیس کے سپاہی ہیں۔ پولیس والا کبھی اکیلا پکڑا جاتا ہے اور چوروں اور ڈاکوؤں کے ہاتھ آجاتا ہے تو وہ اُسے خوب مارتے پیٹتے ہیں مگر جب گارد آتی ہے تو اُس کا مقابلہ کرنے کی اُن میں طاقت نہیں رہتی۔ اسی طرح تم آج ایک ایک دو دو مسلمانوں کو پکڑتے اور اُن کو مصائب و آلام میں مبتلا رکھتے ہو اور خیال کرتے ہو کہ ہمارا ان لوگوں نے کیا بگاڑ لینا ہے۔ ہم طاقتور ہیں اور یہ کمزور۔ ہم جتھے والے اور یہ انگلیوں پر گنے جانے والے چند افراد۔ لیکن تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ یہ کمزور اور اکیلے نظر آنے والے ہماری پولیس کے آدمی ہیں۔ جب تمہارے مظالم کا انتقام لینے کے لیے ہماری گارد آئی تو اُس وقت دنیا دیکھے گی کہ تمہارا کیسا عبرتناک انجام ہوتا ہے۔ جب ہماری گارد آئی تو اُس وقت تم میں سے کسی ایک میں بھی یہ طاقت نہیں ہوگی کہ اپنی انگلی تک مقابلہ میں اُٹھا سکے۔ چنانچہ دیکھ لو مکہ کے کتنے بڑے بڑے سردار تھے مگر مسلمانوں کی شوکت کے زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے ان کو کیسا ذلیل کر دیا۔

حضرت عمرؓ اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک دفعہ مکہ میں آئے تو وہی غلام جن کو سر کے بالوں سے پکڑ پکڑ کر لوگ گھسیٹا کرتے تھے ایک ایک کر کے حضرت عمرؓ کی ملاقات کے لیے آنے شروع ہوئے۔ وہ عید کا دن تھا اور ان غلاموں کے آنے سے پہلے مکہ کے بڑے بڑے رؤساء کے بیٹے آپ کو سلام کرنے کے لیے حاضر ہو چکے تھے۔ ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ بلالؓ آئے۔ وہی بلال جو غلام رہ چکے تھے، جن کو لوگ مارا پیٹا کرتے تھے، جن کو کھردرے اور نوکیلے پتھروں پر ننگے جسم گھسیٹا کرتے تھے، جن کے سینہ پر بڑے بڑے وزنی پتھر رکھ کر کہا کرتے تھے کہ کہو میں لات اور عزّیٰ کی پرستش کروں گا مگر وہ یہی کہتے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ حضرت عمرؓ نے جب بلال کو دیکھا تو ان رؤساء سے فرمایا ذرا پیچھے ہٹ جاؤ اور بلال کو بیٹھنے کی جگہ دو۔ ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ ایک اور غلام صحابی آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے حسبِ معمول ان رؤساء سے پھر فرمایا ذرا پیچھے ہٹ جاؤ اور ان کو بیٹھنے کی جگہ دو۔

تھوڑی دیر گزری ایک اور غلام صحابی آ گئے۔ حضرت عمرؓ نے حسب معمول ان رؤساء سے پھر فرمایا ذرا پیچھے ہٹ جاؤ اور ان کو بیٹھنے کی جگہ دو۔ اتفاق کی بات ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذلیل کرنا تھا اس لیے یکے بعد دیگرے آٹھ دس غلام آ گئے اور ہر دفعہ حضرت عمرؓ ان رؤساء سے یہی کہتے چلے گئے کہ پیچھے ہٹ جاؤ اور ان کو بیٹھنے کی جگہ دو۔ ان دنوں بڑے بڑے ہال نہیں بنائے جاتے تھے بلکہ معمولی کوٹھڑیاں ہوتی تھیں جن میں زیادہ آدمی نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ جب تمام غلام صحابہ کمرے میں بھر گئے تو مجبوراً ان رؤساء کو جوتیوں والی جگہ میں بیٹھنا پڑا۔ یہ ذلت ان کے لیے ناقابل برداشت ہوگئی وہ اسی وقت اٹھے اور باہر آ کر ایک دوسرے سے کہنے لگے دیکھا آج ہمیں کیسا ذلیل کیا گیا ہے یہ غلام جو ہماری خدمتیں کیا کرتے تھے ان کو تو اوپر بٹھایا گیا ہے مگر ہمیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کیا گیا یہاں تک کہ ہٹتے ہٹتے ہم جوتیوں والی جگہ پر جا پہنچے اور سب لوگوں کی نگاہ میں ذلیل اور رسوا ہوئے۔ ایک شخص جو ان میں سے زیادہ سمجھدار تھا جب اس نے یہ باتیں سنیں تو کہا یہ تو ٹھیک ہے کہ ہماری رسوائی ہوئی لیکن سوال یہ ہے کہ آخر یہ کس کی کرتوتوں سے ہوا؟ ہمارے باپ بھائی جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو ایذا دیا کرتے تھے اس وقت یہ غلام آپ پر اپنی جانیں فدا کیا کرتے تھے۔ آج چونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت ہے۔ اس لیے تم خود ہی فیصلہ کر لو کہ ان کو ماننے والے کن لوگوں کو عزت دیں گے آیا تم کو جو مارا کرتے تھے یا ان غلاموں کو جو اپنی جانیں اسلام کے لیے قربان کیا کرتے تھے۔ اگر اپنی عزت ملنی چاہیے تو پھر تمہیں آج کے سلوک پر شکوہ کیوں پیدا ہوا؟ تمہارے اپنے باپ دادوں کے اعمال کا یہ نتیجہ ہے کہ تمہارے ساتھ وہ سلوک نہیں ہو رہا جو غلاموں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی اور کہنے لگے ہم حقیقت کو سمجھ گئے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس رسوائی کا کوئی علاج نہیں؟ بے شک ہمارے باپ دادوں سے بڑا قصور ہوا مگر آخر اس قصور کا کوئی علاج بھی ہونا چاہیے جس سے یہ ذلت کا داغ ہماری پیشانی پر سے دھل سکے۔ اس پر سب نے فیصلہ کیا کہ ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آتی چلو حضرت عمرؓ سے پوچھیں کہ اس رسوائی کا کیا علاج ہے۔ جب وہ دوبارہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے [illegible] مجلس ختم ہو چکی تھی [illegible] انہوں نے کہا [illegible] اس مجلس میں آ کر [illegible] ان کے متعلق ہم آپ سے مشورہ [illegible] آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ [illegible] یہ لوگ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتے

بیٹھا کرتے تھے اس لیے میں بھی مجبور تھا کہ انہیں آگے بٹھاتا۔ انہوں نے کہا ہم آپ کی اس مجبوری کو سمجھتے ہیں ہم صرف یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اس ذلت کا کوئی علاج ہے؟ اور کیا کوئی پانی ایسا ہے جس سے یہ داغ دھویا جا سکتا ہے؟ حضرت عمرؓ جو ان نوجوانوں کے باپ دادا کی شان و شوکت اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور [illegible] کو دیکھ چکے تھے جب انہوں نے یہ بات سنی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے کہ یہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے کہاں سے کہاں آ گرے ہیں اور آپ پر رقت اس قدر غالب آئی کہ آپ ان کی بات کا جواب بھی نہ دے سکے صرف ہاتھ اٹھا کر شام کی طرف جہاں ان دنوں قیصر کی فوجوں سے لڑائی ہو رہی تھی اشارہ کر دیا۔ مطلب یہ تھا کہ اب ذلت کا یہ داغ اسی طرح دھل سکتا ہے کہ اس لڑائی میں شامل ہو کر اپنی جان دے دو۔ چنانچہ وہ اسی وقت باہر نکلے اپنے اونٹوں پر سوار ہوئے اور شام کی طرف روانہ ہو گئے اور تاریخ بتاتی ہے کہ ان میں سے ایک شخص بھی زندہ واپس نہیں آیا۔ اس طرح انہوں نے اپنے خون کے ساتھ اس ذلت کے داغ کو مٹایا جو ان کی پیشانی پر اپنے باپ دادا کے افعال کی وجہ سے لگ گیا تھا۔ پس فرماتا ہے جب یہ شخص اپنی مجلس کے آدمیوں کو بلائیں گے ہم بھی اپنی پولیس کے آدمیوں کو بلا لیں گے اور ان سے چوروں اور ڈاکوؤں والا سلوک کریں گے۔ (جاری ..... تفسیر کبیر جلد [illegible] صفحہ ۲۸۸-۲۹۰)

ضروری موبائل / ٹیلی فون نمبرز

☆ محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815125032

☆ محترم شعیب احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815711589

☆ محترم طاہر احمد صاحب چیمہ معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
9815780368

[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل
دعا کثرت سے پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً
اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

کلام الامام

اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کرو

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کرو۔ اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہارا وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے وہ نہ رہو۔ یہ مت سمجھو کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں تبدیلی کرنے سے محتاج ہو جاؤ گے یا تمہارے بہت سے دشمن پیدا ہو جائیں گے۔ نہیں! خدا کا دامن پکڑنے والا ہرگز محتاج نہیں ہوتا۔ اس پر کبھی بُرے دن نہیں آسکتے۔ خدا جس کا دوست اور مددگار ہو۔ اگر تمام دنیا اس کی دشمن ہو جاوے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مومن اگر مشکلات میں بھی پڑے تو وہ ہرگز تکلیف میں نہیں ہوتا بلکہ وہ دن اس کے لئے بہشت کے دن ہوتے ہیں۔ خدا کے فرشتے ماں کی طرح اُسے گود میں لے لیتے ہیں۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ : ۳۶۳)

"ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد بھی اسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔" (ملفوظات جلد دہم صفحہ : ۱۴۷)

"... تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیوں کہ شریر ہے وہ انسان جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ وہ کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو۔ تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں..."

(کشتی نوح : روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ : ۱۳-۱۲)

زمیں نئی ، نیا آسمان بننے لگا

آدمی جب خدائی کرنے لگا
نارِ نمرودیت میں جلنے لگا

ہوگا انجامِ آدمیت کیا
آدمی آدمی سے ڈرنے لگا

وصلِ جاناں کو اپنا من پاگل
شبِ تنہائی میں مچلنے لگا

قلبِ بے چین سجدہ ریزی کو
اب وضو آنسوؤں سے کرنے لگا

دستِ مسرور سے عصاء دعا
سحر کی ناگنیں نگلنے لگا

اپنی چہرہ نمائی کی خاطر
آسماں سے خدا اُترنے لگا

بابِ بیت الفتوح کھلنے پر
زمیں نئی ، نیا آسمان بننے لگا

(مبارک احمد ظفر)

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن شمارہ ۲۹(۲۰۰۳)

احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟

تقریر محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد
امام مسجد فضل لندن
(برموقعہ جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۳ء)

﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (سورۃ الصّف آیت۱۰)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کر دے خواہ مشرک برا منائیں۔

یہ موضوع دراصل ایک سوال ہے جو غیر احمدی حضرات کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے۔ اس سوال میں تعجب بھی ہے اور تجسس بھی، استفسار بھی ہے اور چھپا ہوا اعتراض بھی۔ مسلمان تو عام طور پر اس پہلو سے یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ ہمارا دین، اسلام، ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ اس مکمل دین کے بعد احمدیت ہمیں کس طرح کچھ مزید عطا کر سکتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ احمدیت نے دنیا کو کوئی نئی بات عطا نہیں کی، صرف اسلام ہی کا پیغام دیا ہے تو پھر ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہمیں اسلام بہت کافی ہے، ہمیں احمدیت کی ضرورت نہیں۔ اور غیر مسلم حضرات یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر اسلام و احمدیت میں کیا فرق ہے اور اسلام سے ہٹ کر احمدیت نے وہ کونسی نئی بات پیش کی ہے جس پر ہمیں غور کرنا چاہیے۔ یہ دو طرفہ سوال تفصیلی جواب کا متقاضی ہے اور یہی تفصیل میں کسی حد تک بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ وباللہ التوفیق

احمدیت کیا ہے؟

احمدیت، احیائے اسلام اور عالمگیر غلبۂ اسلام کی وہ عالمگیر تحریک ہے جو اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی تائید سے جاری ہوئی۔ احمدیت وہ پودا ہے جو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا۔ وہ خود اس کی آبیاری کرتا اور حفاظت کرتا ہے۔ اسی قادر و قیوم خدا کا وعدہ ہے کہ اس کے ہاتھ سے قائم کردہ یہ آسمانی تحریک دنیا میں پھیلے گی، ترقی کرے گی اور بالآخر کل دنیا پر محیط ہو جائے گی۔

احمدیت اس خوشخبری کی علمبردار تحریک ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے پورا ہونے کا وقت اب قریب آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق اس دورِ آخرین میں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے احقر ترین غلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے عاشق اور فدائی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور امام مہدی کے منصب پر فائز فرمایا۔ آپ کی آمد کا مقصد محض اور محض احیائے اسلام، اشاعتِ اسلام اور غلبۂ اسلام ہے۔

اسلام کی تعلیمات، جن کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے لفظی اور قطعی کلام قرآن مجید پر ہے، ہر لحاظ سے مکمل اور تا قیامت محفوظ رہنے والی ہیں۔ ان میں تبدیلی، ترمیم یا اضافہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نہ کوئی نیا دین آ سکتا ہے اور نہ کوئی شریعت جاری ہو سکتی ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ دورِ آخرین میں اُس زمانے کے مسلمان اسلام کو بھلا دیں گے اور اپنے من گھڑت عقائد اور اعمال کو اسلام کا نام دینے لگ جائیں گے۔ پیشگوئی میں یہ بھی ذکر تھا کہ جب حالت یہ ہو جائے گی تو رحیم و رحمٰن خدا اپنے محبوبؐ کے نام لیواؤں کی اس خیرِ امت کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ ان کی دستگیری اور راہنمائی کے لیے امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرمائے گا جو یُحْیِی الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ کے مطابق دین اسلام کو زندہ کرے گا اور شریعت اسلامیہ کو قائم کرے گا۔ وہ اپنی عظیم قوت قدسیہ سے انہی نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنا دے گا اور اس روحانی انقلاب اور حقیقی اسلام کی عالمگیر اشاعت کے ذریعہ بالآخر اسلام ساری دنیا پر غالب آ جائے گا۔

احمدیت اس صداقت کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ سب وعدے پورے ہو چکے اور جس کے آنے کا وعدہ پورے ہو چکے اور جس کے آنے کا وعدہ تھا وہ آ چکا۔ وہ آیا اور بڑی عظمت اور شوکت کے ساتھ اس نے وہ سب کچھ کر دکھایا جو وعدوں میں مذکور تھا احمدیت نے دنیا کو اسلام سے ہٹ کر کچھ بھی نہیں دیا اور نہ ہی کچھ دیا جا سکتا ہے کیونکہ اسلام ہر لحاظ سے مکمل ترین مذہب ہے۔ ہاں احمدیت نے دنیا کو حقیقی اسلام دیا۔ زندہ خدا دیا، زندہ رسول سے روشناس کیا اور زندہ کتاب پر زندہ یقین عطا کیا۔ احمدیت نے دنیا

کو وہ سب کچھ دیا جو وقت کی ضرورت تھی۔ احمدیت نے عقائد کی اصلاح بھی کی اور اعمال کی بھی۔ احمدیت نے دنیا کو حقیقی اسلام سے روشناس کرایا۔ احمدیت نے دنیا کو صحیح اسلامی تعلیمات کا عرفان عطا کیا۔ دیگر مذاہب پر اسلام کے مکمل غلبہ کی بنیاد استوار کی۔ اسلام کی زندگی کا زندہ تابندہ عملی نمونہ دکھایا۔ احمدیت نے قرونِ اولیٰ کی تاریخ دوہراتے ہوئے اپنے ماننے والوں میں ایک پاکیزہ روحانی انقلاب پیدا کر دیا۔ الغرض یہ سب کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے بعد زمانے کا امام، بانیٔ مرام اس دنیا سے رخصت ہوا اور آج اس کی جماعت اصلاحِ عالم، خدمتِ انسانیت اور اشاعت اسلام کی سچی تڑپ کے ساتھ ساری دنیا میں یہ عزم صمیم لیے سرگرم عمل ہے کہ ؎

محمود کرکے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

احمدیت ایک شجرِ سدا بہار ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا۔ اس کے ثمرات شیریں اور عالمگیر ہیں۔ عام طور پر ایک درخت کو ایک ہی قسم کے پھل لگا کرتے ہیں۔ لیکن یہ عجیب درخت ہے جس کو ہر قسم کے تازہ بتازہ پھل لگتے ہیں اور پھل دینے کا کوئی ایک موسم نہیں۔ ہر آن اس کی شاخیں شیریں میووں سے لدی رہتی ہیں۔ یہ اسلام کی احیاءِ نو کا درخت ہے۔ یہ احمدیت کا زندگی بخش درخت ہے۔ یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلام صادق اور ہمارے امام عالی مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درختِ وجود کا مظہر، وہ شجرۂ طیبہ ہے جس کی فیض رسانی کا دامن، زمان و مکان کی حدود سے بہت بالا ہے۔ یہ ایک زندہ درخت ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ یہ درخت حوادث کی آندھیوں میں اور بھی تیزی سے پھیلتا پھولتا اور پھل دیتا ہے۔ جو اس کو کاٹنے کی کوشش کرتا ہے وہ خود کاٹا جاتا ہے۔ جو اس کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے وہ خود خائب و خاسر اور ناکام اور نامراد ہو جاتا ہے۔ یہ وہ مبارک درخت ہے جس کا رکھوالا خود خدا ہے اس کی حفاظت اور ترقی کا ذمہ دار وہی قادر و توانا ہے جو سب جہانوں کا مالک ہے۔

جس طرح نہ زمین کے ذرّے گنے جاسکتے ہیں نہ آسمان کے تارے۔ اسی طرح ناممکن ہے کہ شجر احمدیت کے شیریں ثمرات کا احاطہ کیا جاسکے۔ احمدیت کے حق میں ظاہر ہونے والے آفاقی اور زمینی نشانوں کا شمار ممکن نہیں۔ اسی طرح احمدیت نے ساری دنیا کو جو فیوض عطا کیے، جو برکتیں اور انعامات اہل دنیا کو دیئے اور اس شجرۂ طیبہ کو جو شیریں پھل لگے اور لگتے چلے جارہے ہیں ان کو گننے کی کوشش تو کی جاسکتی ہے لیکن ان کو احاطہ بیان میں لانا کسی طرح بھی ممکن نہیں!

عالمگیر غلبہ اسلام کے عظیم الشان مقصد کی خاطر احمدیت نے کیا کیا اور احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے متعدد جوابات ہو سکتے ہیں اور ہر جواب اپنے اندر ایک دلکشی اور رعنائی رکھتا ہے کیوں کہ ہر جواب دراصل احمدیت کے حسین چہرے کے کسی ایک پہلو سے نقاب کشائی کرنے والا اور اس آسمانی پیغام صداقت کے حسن کو اجاگر کرنے والا ہے۔

زندہ خدا عطا کیا

اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان اور یقین درحقیقت مذہب کی بنیاد اور روحانیت کا مرکزی نقطہ ہے۔ اس کے بغیر مذہب کا تصور ہی کالعدم ہو جاتا ہے۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کی ہستی کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ جو اس ساری کائنات کا خالق و مالک ربّ العالمین ہے۔ اِس خدا کا دیدار اس دنیا میں ممکن ہے۔ اسلام کا پیش کردہ خدا ایک زندہ اور حی و قیوم خدا ہے اس کی ہستی کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور ان کا جواب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (سورۃ مومن :٦١)

کہ اے میرے بندو! مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں سنوں گا اور اسی خدا کا یہ وعدہ بھی ہے کہ اگر تمہارا ایمان سچا ہوگا اور تم استقامت کی چٹان پر پختگی سے قائم ہو گے تو تمہیں وحی والہام کی دولت عطا ہوگی اور تم فرشتوں سے ہمکلام ہو سکو گے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ لیکن افسوس کہ جب اس دورِ آخرین میں مسلمانوں پر عقائد و اعمال میں کمزوری کا دور آیا تو انہوں نے ان پیاری تعلیمات کو یکسر فراموش کر دیا۔ مجیب الدعوات زندہ خدا پر ان کا ایمان اٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی لقاء اور وحی والہام کے منکر ہو گئے۔ یہ ساری باتیں جو قرآن مجید میں بڑی شوکت اور تحدی کے ساتھ بیان ہوئی ہیں اور جو دراصل اسلام کو سب مذاہب سے ممتاز کرتی ہیں افسوس کہ اس دور کے مسلمان ان سب باتوں سے کلیۃً ناآشنا ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کی پیاری ہستی کا دلربا تذکرہ ان کی مجالس سے مفقود ہونے لگا۔ کوئی نہ تھا جو خدا کے زندہ کلام کی بات کرتا ہو۔ قبولیت دعا کا ذکر بھی ایک قصہ پارینہ بن گیا۔ اس انتہائی تاریکی اور مایوسی کے عالم میں قادیان کی گمنام بستی سے یہ نعرۂ توحید بڑے جلال سے بلند ہوا

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

یہ پُرشوکت اعلان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد

قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ آپ نے دل شکستہ مسلمانوں کو یہ نوید سنائی کہ ہمارا خدا ایک زندہ خدا ہے جس کی پیاری صفات حسنہ میں سے کوئی صفت بھی مرور زمانہ سے معطل نہیں ہوتی۔ وہ آج بھی سنتا ہے جیسے پہلے سنتا تھا، وہ آج بھی بولتا ہے جیسے پہلے بولتا تھا۔ فرمایا:

"زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ ملہم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ ملہم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

آپ نے اپنی ذات اور ذاتی تجربہ کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے دنیا کو یہ خوشخبری عطا کی کہ دیکھو خدا نے مجھے اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔...... آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کیساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔"

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۱۱ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۲)

آپ کا یہ اعلان ایک انقلاب آفریں اعلان تھا جس نے مذہب کی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یہ نقیب اور شاہد ایک مقناطیسی وجود ثابت ہوا جس کی طرف سعید فطرت لوگ قافلہ در قافلہ آنے لگے اور اس وجود کے فیضان سے سیراب ہو کر باخدا انسان بن گئے یہ وہ گروہ قدسیاں تھا جو ایک عالم کے لیے خدا نمائی کا وسیلہ بن گیا۔

احمدیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دنیا پر احسان عظیم فرمایا کہ دنیا کو وہ برگزیدہ مسیح موعود اور امام مہدی عطا کیا جس نے دنیا کو زندہ خدا کی خبر دی، زندہ خدا کی زندہ تجلیات پر ایک ایمان اور محکم یقین بخشا۔ اپنی ذات کو ہستی باری تعالیٰ کے ایک زندہ گواہ کے طور پر پیش کیا۔ اور اپنے ماننے والوں میں اپنی عظیم قوت قدسیہ کے ذریعہ ایسا پاکیزہ انقلاب پیدا کیا کہ وہ خدا نما وجود بن گئے۔ احمدیت نے ایسے خدا نما قدوسیوں کا ایک گروہ کثیر دنیا کو عطا فرمایا جن کے زندگی بخش تجربات ہمیشہ نسل انسانی کے لیے خدا نمائی کے راستوں کو منور کرتے رہیں گے۔

ہزاروں مثالوں میں سے ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ریاست قلات کے قاضی القضاۃ عبدالعلی اخوندزادہ نے مستونگ کے ایک بڑے مجمع میں علی الاعلان آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا سارے صوبہ سرحد میں آپ کو کوئی روحانی پیر نہیں ملا جو آپ نے پنجاب جا کر ایک پنجابی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر لی ہے؟ حضرت مولوی صاحبؓ نے جو برجستہ اور ایمان افروز جواب دیا وہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"دراصل بات یہ ہے اخوندزادہ صاحب! مجھ سے میرا خدا گم ہو گیا تھا۔ میں ہر مذہب میں اس کو ڈھونڈتا رہا۔ ہر مذہب مجھے پرانے قصوں کی طرف لے جاتا رہا۔ میں ہر ایک سے پوچھتا کیا وہ خدا اب بھی بولتا ہے؟ تو وہ کہتے کہ اب نہیں بولتا۔ میں مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں سے ہر ایک کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب خدا نہیں بولتا۔ وحی کا دروازہ مطلق بند ہے۔ تب میں اس نتیجے پر پہنچا کہ خدا حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ایک فلسفہ ہے، جو پرانے قصوں پر منحصر ہے۔ ورنہ اللہ تو وہ ہونا چاہیے، جس کی تمام صفات حسنہ کی کان ہو، کوئی صفت بھی معطل نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ پہلے بولتا تھا اور اب اس کی صفت تکلم پر مہر لگ جائے۔ میں عنقریب دہریہ ہونے والا تھا۔ پیچھے سے ایک نرم ہاتھ نے میرے کندھے کو پکڑا اور کہا: کیوں محمد الیاس کیا بات ہے، کیوں پریشان ہے، میں نے کہا کہ خدا کی حقیقت معلوم ہو گئی، وہ ایک فلسفہ ہے۔ حقیقت میں نہیں ہے۔ کیونکہ جس سے پوچھتا ہوں وہ یہی کہتا ہے کہ خدا پہلے بولا کرتا تھا، اب نہیں بولتا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھے۔ اور کہا آؤ میں تمہیں بتلاتا ہوں، وہ خدا اب بھی بولتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو کیونکہ میں خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی ہوں وہ خدا تم پر بھی نازل ہو جائے گا۔ اگر چاہے تو تم سے بھی کلام کرے گا۔ اب عبدالعلی اخوندزادہ صاحب! میں خدا کی ذات کی قسم کھاتا ہوں، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا مجھ سے بھی کلام کرتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کوئی ہے جو دعویٰ سے کہے کہ خدا اس

سے بولتا ہے؟ تمام مجمع پر سناٹا چھا گیا اور کچھ دیر خاموشی رہی اور کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا مولوی صاحب نے فرمایا: میں ایسے مسلک اور ایسے فرسودہ اسلام کو جو صرف رسوم و بدعات کا اسلام رہ گیا ہے کیا کروں؟ جس میں خدا کلام نہیں کرتا اور کیوں نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اسلام کو قبول کروں جو حقیقی اسلام ہے جس سے خدا ملتا ہے اور پیار اور محبت کے کلام سے نوازتا ہے۔"

(حیات الیاس۔ مصنفہ عبدالسلام خان۔ صفحہ ۱۱۸)

یہ ہے وہ زندہ خدا اور اس کی زندگی کا ایمان افروز تجربہ جو احمدیت نے دنیا کو عطا کیا ہے!

حقیقی اسلام

احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ احمدیت نے دنیا کو حقیقی اسلام عطا کیا۔ وہ اسلام جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس اسلام ہے۔ وہ سچا اور حقیقی پیغام ہدایت جو قرآن مجید پر مبنی ہے جس کی بہترین تفسیر سنت رسولؐ اور جس کی بہترین تفصیل احادیث رسولؐ میں نظر آتی ہے۔ حق یہ ہے کہ انسانیت کے دکھوں کا مداوا اور کل عالم کی خرابیوں کا اگر کوئی تریاق دنیا میں ہے تو وہ یہی اسلام ہے جس کی تعلیمات نے عرب کے وحشی، مشرک اور بے دین معاشرہ میں یکدفعہ ایسا انقلاب پیدا کر دیا کہ نہ پہلے کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ ہاں وہی انقلاب جو ہمارے ہادی و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اندھیری راتوں کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جس نے ضلالت و گمراہی کے سب زنگ دھو ڈالے اور گناہوں کی تاریکیوں کو کاٹ کر نیکی ہدایت اور روحانیت کا آفتاب عالمتاب دنیا پر چڑھا دیا۔ یہی سچا اسلام ہے جو اس زمانہ میں احمدیت نے دنیا کو دیا۔ احمدیت نے دنیا کو کوئی نیا اسلام نہیں دیا بلکہ احمدیت تو نام ہے ہر نئے اور خود ساختہ اسلام کو ختم کرنے کا۔ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے حقیقی اسلام کو دوبارہ قائم کرنے کا۔ احمدیت نے اس حقیقی اسلام کی زندہ مثالیں دنیا کو عطا کیں اور اسلام کے اس زندہ اور زندگی بخش پیغام کے عملی نمونے دنیا کو دکھائے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف غیروں نے بھی برملا کیا۔

عالم اسلام کے مشہور مفکر اور شاعر علامہ اقبال کہتے ہیں:

In the Punjab the essentially Muslim type of character has found a powerful expression in the so-called Qadiani-sect.

(The Muslim Commmunity- A sociological Study by Iqbal)

"پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیان کہتے ہیں۔"

(اردو ترجمہ از مولانا ظفر علی خان بحوالہ ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر طبع اوّل ۱۹۷۰ء باہتمام م۔ ع۔) سلام آئینہ ادب چوک مینار۔ انارکلی لاہور نیز ہفت روزہ رفتار زمانہ لاہور بابت ۲۰ رستمبر ۱۹۴۹ء صفحہ ۱۸)

مشہور صائب الرائے اسلامی مصنف اور صحافی علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا:

"اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاق اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔"

(ملاحظات نیاز فتح پوری مرتبہ محمد اجمل شاہد ناشر جماعت احمدیہ کراچی صفحہ ۲۹ بحوالہ رسالہ نگار لکھنؤ نومبر ۱۹۵۹ء)

آج عالم اسلام انتشار کا شکار ہو چکا ہے۔ محبت و اخوت کے نام کی چیز من حیث المجموع مسلمانوں کے دلوں سے عنقا ہو چکی ہے۔ مسلم ممالک کے شہر فحاشی اور بدکرداری کے مرکز بن چکے ہیں۔ ان کی بستیاں اور گلی کوچے اسلامی اخلاق سے عاری نظر آتے ہیں۔ اسلامی ملکوں کے اخبارات دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ ساری دنیا کے جرائم نے ان ممالک میں ڈیرہ ڈال رکھا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کا اس حد تک دیوالیہ نکل چکا ہے کہ اس بدکردار معاشرہ کو اسلام سے منسوب کرنا دینِ اسلام کی سخت توہین ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر یہ شعر زبان پر آتا ہے کہ

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

جب اس معاشرہ کے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا؟ تو ان کے لیے ہمارا ایک جواب یہ ہے کہ احمدیت نے ہلاکت کے گڑھے پر کھڑی دنیا کو حق اور سلامتی کا راستہ دکھا دیا ہے۔ احمدیت نے دنیا کو ایک سچا اور پاکیزہ اسلامی معاشرہ عطا کیا ہے۔ جو صحیح اسلامی تعلیمات اور اقدار پر مبنی ہے۔ اگر کسی کو چشمِ بصیرت عطا ہو تو اسے یہ معاشرہ ہر ملک میں اور ہر بستی میں احمدیہ جماعت میں نظر آ سکتا ہے جہاں اللہ اور رسول کی محبت کے تذکرے جاری ہیں، جہاں کی راتیں اور دن عبادت میں گزرتے ہیں، جہاں اسلام کی تعلیم و تدریس کے باقاعدہ نظام جاری ہیں، جہاں تربیت اور اصلاح اخلاق کی خاطر دن رات کوششوں کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔

جہاں نیکیوں سے محبت اور بدیوں سے نفرت کی جاتی ہے جہاں مسابقت فی بالخیرات کے روح پرور نظارے دکھائی دیتے ہیں، جہاں قرون اولیٰ کے صحابہ کے رنگ میں رنگین ہوکر جان و مال کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔ کس کس بات کا ذکر کروں یہ وہ زندہ اور زندگی بخش معاشرہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی برکت سے دنیا میں قائم ہو چکا ہے اور جس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔

احمدیت نے اس دور آخرین میں دنیا کو جو اسلامی معاشرہ عطا کیا ہے یہ دراصل ابتداء ہے اس عالمگیر روحانی انقلاب کی جس کی برکت سے دنیا اس صدی میں ان شاء اللہ ایک روح پرور نظارہ دیکھے گی۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان اور ساری دنیا اسلام کے آفتاب عالمتاب کے نور سے منور ہو جائے گی۔ آج احمدیت کا عالمِ اسلام بلکہ کل دنیا کے لیے پیغام یہ ہے:

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

پاکیزہ تبدیلیاں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود پارس پتھر کی طرح ایک فیض رساں بابرکت وجود تھا۔ جو بھی اس سے سچا تعلق پیدا کرتا اس کی دنیا بدل جاتی۔ خاک کے ذرّے ثریا سے ہمکنار ہو جاتے۔ ان کی پرانی زندگیوں پر ایک موت وارد ہو جاتی۔ ایک نئی روحانی زندگی ان کو نصیب ہوتی۔ گناہوں کی آلائش سے پاک صاف ہوکر نیکیوں کے مجسمے بن جاتے اور جو نیکیوں کے ابتدائی مراحل میں ہوتے وہ کچھ اس طرح راہِ سلوک پر دوڑنے لگتے کہ دیکھتے ہی دیکھتے اعلیٰ روحانی مدارج پر جا پہنچتے۔ روحانی اور پاکیزہ انقلاب کی یہ عظیم دولت ہے جو احمدیت نے دنیا کو عطا کی اور اس کا سلسلہ آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزارہا لوگ بیعت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد ان کی عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہوگئی ہے کہ کس طرح وہ جذبات نفسانیہ سے پاک ہوں۔"

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء، جلد ۲۲، حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ حاشیہ)

ہندوستان کے ایک مشہور عالم دین مولوی حسن علی صاحبؓ ۱۸۹۴ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔ دینی خدمات کی وجہ سے ہندوستان میں ان کا بڑا شہرہ تھا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ کو بیعت کر کے کیا ملا۔ جواب دیا:

"مردہ تھا، زندہ ہو چلا ہوں۔ گناہوں کا علانیہ ذکر کرنا اچھا نہیں ......قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے، پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے۔"

(تائید حق مؤلفہ مولوی حسن علی صاحب۔ بار سوم ۲۴ دسمبر ۱۹۳۲ء اللہ بخش سٹیم پریس قادیان صفحہ ۷۹)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ نواب خان صاحب تحصیل دار نے ایک بار حضرت مولانا نورالدینؓ سے پوچھا کہ مولانا! آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے۔ آپ کو مرزا صاحب کی بیعت سے زیادہ کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اس پر حضرت مولانا صاحبؓ نے فرمایا:

"نواب صاحب! مجھے حضرت صاحب کی بیعت سے فوائد تو بہت حاصل ہوئے ہیں لیکن ایک فائدہ ان میں سے یہ ہوا ہے کہ پہلے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بذریعہ خواب ہُوا کرتی تھی، اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔"

(حیات نور مصنفہ شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل صفحہ ۱۹۴)

تاریخ احمدیت ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ احمدیت نے نئے شامل ہونے والوں کی زندگیوں میں ایک عظیم روحانی انقلاب پیدا کر دیا، ان کو گناہوں کی آلائش سے پاک کر کے اسلامی تعلیمات پر سچا عامل بنا دیا۔ ان میں ایسے بھی تھے جو احمدی ہونے سے قبل علاقہ کے خطرناک ڈاکو تھے احمدیت نے ان کو ایسا بدلا کہ وہ خدا نما وجود بن گئے۔ ایسے بھی تھے کہ رشوت لینا ان کا روزانہ کا معمول تھا احمدی ہوئے تو نوٹوں کی بوری کمر پر اٹھا کر گاؤں گاؤں پھر کر یہ اعلان کرتے کہ جس کسی نے مجھے رشوت دی تھی وہ اپنی رقم مجھ سے واپس وصول کرے۔ ایسے عیسائی تھے جو ہر شام سونے سے پہلے قبل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر سویا کرتے تھے۔ احمدی ہوئے تو عرق گلاب سے منہ صاف کر کے درود و سلام پڑھنے کے بعد بستر پر دراز ہوتے۔

انگلستان کے بشیر احمد آرچرڈ صاحب عیسائیت سے توبہ کر کے ۱۹۴۴ء میں احمدی مسلمان ہوئے۔ ایسے پابند ہوئے کہ دعا گو بزرگ انسان بن

گئے۔ نظام وصیت میں شامل ہوئے، ۱/۳ حصہ کی وصیت کی۔ زندگی وقف کی اور پہلے انگریز مبلغ کے طور پر لمبا عرصہ بھرپور خدمت کی توفیق ملی۔

سیرالیون کے علی Rogers نے عالم جوانی میں احمدیت قبول کی جبکہ ان کی بارہ بیویاں تھیں۔ اسلامی تعلیم کی اجازت کے مطابق صرف چار بیویاں اپنے پاس رکھیں اور باقیوں کو رخصت کر دیا۔

(بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ ربوہ۔ مارچ ۱۹۸۴ء صفحہ ۳۰-۳۱)

امریکہ کے ایک مشہور موسیقار نے احمدیت قبول کی تو موسیقی کی رغبت بالکل ٹھنڈی پڑ گئی۔ اپنی ساری مصروفیات اور ان سے ملنے والی کثیر آمد کو نظر انداز کر کے درویشانہ زندگی اختیار کر لی۔ تہجد کے پابند ہو گئے۔ ایسے عاشق رسول بن گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام لیتے ہی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے!

(بحوالہ ماہنامہ خالد ربوہ جنوری ۱۹۸۸ء صفحہ ۴۰)

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۱۶ را کتوبر ۱۹۸۷ء)

نیک اور پاکیزہ تبدیلیوں کے یہ واقعات کوئی افسانے نہیں۔ یہ حقیقتیں ہیں جن سے احمدیت کا دامن بھرا ہوا ہے۔ یہ کرشمے جگہ جگہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا ہر خطہ ان پر شاہد ناطق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں:

"میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔"

(سیرت المہدی مطبوعہ قادیان ۱۹۳۵ء جلد اوّل صفحہ ۱۶۵)

ہندوستان کے ایک اخبار نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

"قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر ہوا جس نے اپنے گردو پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں۔"

(سٹیٹسمین دہلی ۱۲ فروری ۱۹۴۹ء بحوالہ تحریک احمدیت از برکات احمد صاحب راجیکی مطبوعہ قادیان ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۳)

خاکسار عرض کرتا ہے کہ لاکھوں کا زمانہ تو کب کا گزر چکا اب تو کروڑوں کا زمانہ آ گیا ہے اور اربوں کا زمانہ بھی کچھ دور نہیں۔ یہ عالمگیر روحانی انقلاب زندگی اور امید کا وہ پیغام ہے جو احمدیت نے دنیا کو دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی برحق فرمایا تھا:

"اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اسکی روشنی سے شناخت کرو گے۔" (روحانی خزائن مطبوعہ لندن ۱۹۸۴ء جلد ۳ فتح اسلام صفحہ ۴۴)

(باقی ان شاء اللہ آئندہ)

لجنہ اماء اللہ کوئمبٹور کا پہلا لوکل اجتماع

مورخہ ۱۰ راگست ۲۰۰۳ء کو لجنہ اماء اللہ کوئمبٹور کا پہلا لوکل اجتماع منعقد کیا گیا۔ اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد صدر لجنہ اماء اللہ کوئمبٹور نے آنے والی مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد جناب نورالامین صاحب صدر جماعت کوئمبٹور نے حاضرات سے خطاب کیا اور دُعا کروائی۔ اس کے بعد خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب جو آپ نے جلسہ سالانہ لندن ۲۰۰۳ء کے موقع پر عورتوں سے فرمایا تھا، کے متعلق بتایا۔ بعدۂ 'لجنہ اماء اللہ کے قیام کی غرض اور اس کی ذمہ داریاں' کے عنوان پر ایک تقریر ہوئی۔ اس کے بعد ناصرات الاحمدیہ و لجنہ اماء اللہ کے مقابلہ جات حسنِ قراءت، تقاریر، نظم اور کوئز ہوا۔ آخر میں آنے والی مہمانوں کا شکریہ ادا کیا گیا اور دُعا کے بعد اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

(انیتا عائشہ شیراز۔ صوبائی صدر تامل ناڈو)

Syed Zishan
Prop.
Adnan
Electronic Amroha
Manufacturer & Suppliers
D.C. Fan & D.C. Light Parts
Phone.
05922-260826 (Off.) 260055 (Res.)
Uroosa Trading Co.
Chaman Bidi Street, Amroha
J.P. Nagar-244221

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

اُسلوب جہاد

تقریر محترم مولانا لئیق احمد صاحب طاہر-لندن

(برموقعہ جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۰۲ء)

مَنْ قَتَلَ نفساً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الارضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (المائدۃ ۳۳)

ترجمہ: جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

جہاد کی تعلیم مومن کی زندگی کے ہر لحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد بچپن سے شروع ہوا اور بڑھاپے تک جاری رہا۔ یہ جہاد جبل نور پہ غار حرا میں اس شان سے جاری تھا کہ اس پر فرشتے بھی عش عش کرتے تھے یہ جہاد اس وقت بھی جاری تھا جب آپ اکیلے خانہ کعبہ میں اپنے ربّ کریم کے ساتھ راز و نیاز کیا کرتے تھے۔ یہ جہاد طائف کی بستی میں اس وقت بھی جاری تھا جب آپ بے سروسامانی کے علم میں خون میں لت پت اللھم اھد قومی فانّھم لا یعلمون کی دعا میں مصروف تھے اور غار ثور میں بھی یہی جہاد جاری تھا۔ اور یہ جہاد راتوں کے اس لمبے قیام کے دوران بھی جاری تھا جب آپ کے پاؤں متورم ہو کر پھٹ جایا کرتے تھے اور یہ جہاد اس وقت اپنی انتہاء اور انجام کو پہنچا جب آپؐ ہر آنکھ کو اشک بار چھوڑ کر فی الرفیق الاعلیٰ فی الرفیق الاعلیٰ کہتے ہوئے اپنے ربّ کریم کے حضور حاضر ہو گئے۔

بعض وقتی لیکن اہم واقعات قوموں کی سوچ کے دھارے تبدیل کر دیتے ہیں چنانچہ فی زمانہ خودسوزی-خودکش حملوں- نیویارک ٹریڈ سنٹر یعنی Twin Towers پہ ہوائی جہازوں سے حملوں نیز دنیا بھر میں مسلمانوں کے Suicidal attacks کی وجہ سے کل عالم میں توجہ اسلامی جہاد- جہادی علماء اور Terrorism کی طرف ہو گئی۔

اس تشدد کے چار قسم کے ردّ عمل ظاہر ہوئے۔ پہلا یہ کہ تمام مغربی ذرائع ابلاغ نے بغیر کسی تحقیق کے ان حملوں کی تمام تر ذمہ داری مسلمانوں پر ڈال دی چنانچہ اوّلاً افغانستان کی تباہی اور پھر عراق پر ہولناک یلغار اسی ردّ عمل کا نتیجہ تھا۔ مغرب کی نظر میں اگر کوئی Terrorist تھا تو یہی مسلمان تھے۔ اگر کوئی Fundamentalist تھا تو یہی مقہور مسلمان تھے۔ جنہوں نے نیویارک میں ہزاروں بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلی۔

دوسرا یہ ردّ عمل یہ ظاہر ہوا کہ جہاں کروڑوں مسلمان نیویارک Twin Towers کے ہزاروں معصوموں کی دردناک ہلاکت پہ خون کے آنسو رو رہے تھے چند ناعاقبت اندیشوں نے اس پر خوشی سے رقص کیا۔ طبلے بجائے اور مٹھائیاں تقسیم کیں۔ مغربی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا تو اسی تاک میں تھا۔ یہ مناظر بار بار دنیا کو دکھا کر باور کروایا گیا کہ یہ ہیں مسلمان۔ جن کے دل میں انسانیت کے لیے شمہ برابر بھی جگہ نہیں۔ یہ انسان نہیں۔ یہ ننگ انسانیت ہیں۔ چنانچہ ان چند درجن یا چند سو ناعاقبت اندیشوں نے ساری دنیا میں مسلمانوں کو ذلیل اور خوار کر دیا۔

تیسرا ردّ عمل یہ ہوا کہ مغرب میں انصاف پسند طبقہ کی توجہ اس طرف ہوئی کہ یہ جو بلا تحقیق یک طرفہ سارا الزام مسلمانوں کے پلڑے میں ڈال دیا گیا ہے ذرا دیکھیں تو سہی قرآن کریم اور اسلام اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ چنانچہ ساری مغربی مارکیٹ سے دیکھتے دیکھتے قرآن کریم کے لاکھوں نسخے فروخت ہو گئے۔ جماعت احمدیہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے لیے نئی راہیں کھول دیں۔ یوں سارا جہاں احمدیت کے لیے میدانِ تبلیغ بن گیا۔ کیونکہ کل عالم میں صرف ہم ہی تھے جو جہاد کے مسئلے پر اپنے موقف اور مسلک پر قائم رہ سکتے تھے۔ ہمیں کسی خوفناک ردّ عمل کو دیکھتے ہوئے کسی سے سمجھوتہ کرنے یا compromise کرنے کی قطعًا کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس کا تفصیلاً ذکر بعد میں آئے گا۔

ایک چوتھا اور انوکھا ردّ عمل تمام مشرقی اسلامی دنیا میں ظاہر ہوا۔ مغرب کی خون آشام نگاہیں دیکھ کر، مغرب کے بدلتے ہوئے تیور دیکھ کر وہ قوم جو 'جہاد جہاد' کے نعرے لگایا کرتی تھی۔ وہ علماء جو دارالحرب، دارالحرب کا پرچار کیا کرتے تھے، اور وہ جہادی علماء جو قتل مرتد، قتل مرتد کہتے ہوئے کبھی تھکتے نہیں تھے انہوں نے یکدم U-turn لیا اور ساری مشرقی اسلامی دنیا میں کیا ٹی وی اور کیا ریڈیو، کیا اخبارات اور کیا مسجد و ممبر و محراب ہر جگہ سے منادی ہونے لگی کہ اسلام تو ہے ہی صلح و آشتی کا مذہب۔ مذہب بھائی چارہ کا

نام ہے۔ مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا۔

اسلام کے معنی ہی امن، صلح اور سلامتی کے ہیں۔ یہ وہ زبان تھی جو گزشتہ سو سال سے جماعت احمدیہ انہیں سکھانے کے لیے ہزار جتن کر رہی تھی لیکن ان کی ایک ہی رٹ تھی کہ قادیانیوں اور مرزائیوں نے جہاد حرام قرار دے دیا ہے۔ نیویارک ٹریڈ سینٹر پر ایک ہی حملہ نے انہیں مجبور کر دیا کہ جماعت احمدیہ کے اسلوب جہاد کے سامنے اپنی گردنیں خم کر دیں۔ یہ ایک عجیب حیرت انگیز انقلاب تھا کہ جہاد کے مسلک سے متعلق مغربی دنیا تو پہلے ہی جماعت احمدیہ کے زندگی بخش پیغام سے متفق تھی اب ساری مشرقی اسلامی دنیا بھی اسی موقف کے ساتھ کامل اتحاد اور اتفاق کا اعلانیہ اظہار کرنے پر مجبور ہوگئی گویا جہاد کے نقطۂ نظر سے کل عالم میں احمدی ہی احمدی آباد تھے۔ یہ اعجاز تھا سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اس اسلوب جہاد کا جس کی طرف آپ روز اوّل سے مسلمانوں کو متوجہ فرما رہے تھے۔ اے کاش امت مسلمہ نے جہاد کے مسئلہ پر مامور زمانہ، حکم وعدل اور وقت کے امام کی آواز پر کان دھرے ہوتے تو اُسے اُن دکھوں اور کرب میں سے گزرنا نہ پڑتا جس کی کسک آج مسلمان ہی نہیں غیر بھی محسوس کر رہے ہیں۔

جہاد کا وسیع مفہوم

جہاد کا لفظ اسلامی اصطلاح میں غیر معمولی وسعت کا حامل اور معانی کا ایک جہان سمیٹے ہوئے ہے۔ اس کے معنی اعلیٰ مقصد کیلئے مسلسل محنت شاقہ کرنا، مالی قربانیاں دینا، قرآن کریم اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں صلح و آشتی اور امن کا پیغام دینا، اصلاح نفس کے لیے خواہ ذاتی ہو یا آئندہ نسلوں کی ہو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کی روشنی میں ہمہ گیر، انتھک محنت اور منصوبہ بندی کرنا اور سب سے آخر پر خود حفاظتی اور ذاتی دفاع کے لیے وہی ہتھیار استعمال کرنا جو دشمن اسلام کے نابود کرنے کے لیے کرتا ہو۔

جہاد کے اس وسیع مفہوم کو محض جہاد بالسیف تک محدود کر دینا ایک ظلم عظیم اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کی شدید بے حرمتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا جو عرفان حاصل تھا اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ سورۃ فرقان کی آیت میں ﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾ (۲۵:۵۳) مکہ میں نازل ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس واضح اور صریح حکم کے باوجود مکی زندگی کے دوران کسی کو تلواریں بے نیام کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ ہمیشہ صبر، دعا، بخشش اور احسان اور ظلم کے مقابلہ میں عفو کی تلقین فرماتے رہے۔ اور وہ فانی فی اللہ اپنے نالہ وفغاں اور حسن خلق سے مخالف کے دلوں کی سرزمین کو فتح کرتا رہا جس نے بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مبین سے شادکام کیا۔

ہمارے سیّد و مولیٰ نے ایک غزوہ سے واپسی پر فرمایا ''رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ'' (رد المختار علی الدر المختار . جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۳۵)

ایک ایسی جنگ جس میں آپؐ بنفس نفیس شریک ہیں ایک ایسی جنگ میں صحابہ کرام اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے بیتاب ہیں لیکن اُس حکمت اور دانائی کے شہنشاہ کا فرمان یہ ہے کہ یہ غزوہ جس میں جان تک قربان ہو سکتی ہے اُس اسلامی جہاد کے مقابلہ میں جہاد اصغر ہے جو زندگی کے ایک ایک لمحہ پر حاوی ہے۔ اپنے نفس کی اصلاح اور اپنی آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت ایک نہ ختم ہونے والا جہاد ہے۔ یہ ایک ایسی قربانی ہے جو لمحہ لمحہ، سانس سانس عمر بھر دی جاتی ہے اور اسی لیے نفس کی اصلاح کے اس ناپیدا کنار عمل کا نام جہاد اکبر رکھا۔

جہاد کا غلط تصور مسلمانوں میں کیسے آیا

یہاں یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مسلمانوں کے مختلف فرقے اور جہادی علماء، جس مخصوص جہاد کا پرچار کرنے لگے یہ تصور ان میں کیونکر پروان چڑھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ اس کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

''خدائی پیشگوئیوں میں بسا اوقات استعارہ کے رنگ میں کلام ہوتا ہے۔ مگر ناسمجھ لوگ اُسے حقیقت پر محمول کر لیتے ہیں چنانچہ مسیح ومہدی کے متعلق جو اس قسم کے الفاظ آتے ہیں کہ اس کے دم سے کافر مریں گے یا یہ کہ وہ صلیب توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اس سے کم علم لوگوں نے خیال کر لیا کہ شاید ان الفاظ میں ایک جنگ کرنے والے مصلح کی خبر دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ سب استعارے تھے جن سے نشانات اور دلائل کی جنگ مراد تھی، نہ کہ تیر و کمان کی جنگ......''

(سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۸۰-۲۸۱)

اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ 'گورنمنٹ انگریزی اور جہاد' میں خونی مسیح اور خونی مہدی کے تصور کے بارہ میں یہ نکتہ معرفت تحریر فرمایا ہے کہ مسلمانوں نے جہاں یہ عقیدہ اپنا لیا کہ مسیح و مہدی آکر انہیں بے شمار دولت دیں گے، دنیا کا اقتدار انہیں مل جائے گا اور مہدی خون کی ہولی کھیلے گا وہاں اسلام کو رُسوا کرنے کے لیے عیسائیوں نے نہایت سرگرمی کے ساتھ اس عقیدہ

کو بڑے شد و مد کے ساتھ ہوا دی اور اس تکرار کے ساتھ اسے دہرایا کہ مسلمان سچ مچ اِسے اسلام کی حقیقی تعلیم سمجھ کے خود بھی اس رَو میں بہہ گئے اور جہاد جہاد کے نعرے لگانے لگے۔ عیسائی در پردہ اسلام کو شدید نقصان پہنچانے کے لیے دجل سے کام لے رہے تھے لیکن شومیٔ قسمت سے مسلمان ان کی چال میں پھنس گئے اور اس نہایت مکروہ الزام کو اپنے سر تھوپ کر اسی پر فخر کرنے لگے۔ یہ مسلمانوں میں جہاد کے بارہ میں ایسا مکروہ اور ظالمانہ تصور راسخ کر دیا کہ اب اس سے چھٹکارا حاصل کرنا مشکل نظر آتا ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۲۶)

حضرت مسیح موعودؑ نے جب خونی مہدی اور جنگجو مسیح کے آنے سے انکار کیا تو علماء نے آپ پر کفر کے فتوے لگانے شروع کیے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"بے شک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا جن کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آ کر بے شمار ان کو روپیہ دے گا۔ مگر میں معذور ہوں۔ قرآن و حدیث سے یہ بات بپایہ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی لُوٹ مار کے روپیہ سے ان کو محروم کر دیا ہے۔...... میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ اِن لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے اُن کے سینے دھوئے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۱۴۲)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اسلوب جہاد سے جہادی علماء میں شدید مایوسی پیدا ہوئی۔ وہ تو منتظر تھے کہ خونی مہدی کے آنے پر دنیا جہان کی دولت انہیں مل جائے گی، ملکوں پر اقتدار حاصل ہوگا، دشمنوں کی لڑکیاں اور عورتیں ان کی لونڈیاں بنیں گی اور وہ خوب دادِ عیش دیں گے۔ چنانچہ علمائے سوء نے کفر کے فتووں کا بازار گرم کر دیا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ خونی مہدی کے بھیانک تصور کا ذکر کرتے ہوئے اپنے دلی دکھ اور غم کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں آج کنز العمال کو دیکھ رہا تھا۔ مہدی اور دجال کی نسبت ۸۵ حدیثیں اس میں جمع کی گئی ہیں۔ سب حدیثوں میں یہی ہے کہ وہ آتے ہی یوں خون ریزی کرے گا اور یوں خلق خدا کے خون سے روئے زمین کو رنگین کرے گا۔ خدا جانے ان لوگوں کو جو ان حدیثوں کے وضاع تھے (یعنی ایسی حدیثوں کو گھڑنے والے- ناقل) سفاکی کی کس قدر پیاس اور خلق خدا کی جان لینے کی کتنی بھوک ہے۔ اور اُس وقت عقلیں کس قدر موٹی اور سطحی ہو گئی تھیں۔ یہ بات ان کی سمجھ میں نہ آئی کہ اصول تبلیغ اور ماموریت کے قطعاً خلاف ہے کہ کوئی مامور آتے ہی بلا اتمام حجت کے تیغ زنی شروع کر دے۔ وہ مصلح ہی کیا ہوا۔ وہ خونریز مفسد ہوا۔ میں ان حدیثوں کو پڑھ کر کانپ اُٹھا اور دل میں گزرا اور بڑے درد کے ساتھ گزرا کہ اگر اب بھی خدا تعالیٰ خبر نہ لیتا اور یہ سلسلہ (جماعت احمدیہ-ناقل) قائم نہ کرتا جس نے اصل حقیقت سے خبر دینے کا ذمہ اٹھایا ہے تو مجموعہ حدیثوں کا اور تھوڑے عرصہ کے بعد بے شمار مخلوق کو مرتد کر دیتا ہے۔ ان حدیثوں نے تو (یعنی خونی مسیح اور خونی مہدی کے بارہ میں وضعی اور من گھڑت حدیثوں نے- ناقل) اسلام کی بیخ کنی اور خطرناک ارتداد کی بنیاد رکھ دی ہوئی ہے۔"

(۱۷ اکتوبر ۱۹۰۰ء ملفوظات جلد دوئم صفحہ ۱۲۱)

یہ تو ظاہر ہے کہ جہادی علماء کو اقتدار اور حکومت کے لالچ نے اپنے مخصوص جہاد پر ابھارا۔ ورنہ اسلام کے حقیقت افروز، مقدس جہاد میں جلسے جلوسوں مار پیٹ اور دھرنوں کی کہاں گنجائش ہے۔ اسلام کی مٹی پلید ہوتو ہو انہیں اس سے کچھ سروکار نہیں۔ یہ علماء مخصوص مقاصد کے لیے مدرسوں کے معصوم طلباء کو برین واش کر کے قتل و غارت گری پر ابھارتے ہیں۔ ایسے ہی علماء کی انگیخت پر آج سے ۱۰۳ سال قبل ۱۷ اپریل ۱۹۰۰ء کو علاقہ پشاور میں کسی سفاک پٹھان نے دو بے گناہ انگریزوں کو قتل کر دیا۔ اس پر ایک مجمع میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:-

"یہ جو دو انگریزوں کو مار دیا ہے۔ یہ کیا جہاد ہے؟ ایس نابکار لوگوں نے اسلام کو بدنام کر رکھا ہے چاہیے تو یہ تھا کہ ان لوگوں کی ایسی خدمت کرتا اور ایسے عُمدہ طور پر برتاؤ کرتا کہ اُس کے اخلاق اور حسن سلوک کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتے...... مومن کا کام تو یہ ہے یہ اپنی نفسانیت کو کچل ڈالے۔ لکھا ہے کہ حضرت علیؓ ایک کافر سے

لڑے۔ حضرت علیؓ نے اس کو نیچے گرالیا اور اس کا پیٹ چاک کرنے کو تھے کہ اس نے حضرت علیؓ پر تھوکا۔ حضرت علیؓ یہ دیکھ کر اس کے سینے پر سے اتر آئے۔ وہ کافر حیران ہوا اور پوچھا کہ اے علی! یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا جنگ تیرے ساتھ خدا کے واسطے تھا۔ لیکن جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو میرے نفس کا بھی کچھ حصہ مل گیا۔ اس پر میں نے تجھے چھوڑ دیا۔"

(ملفوظات جلد دوئم صفحہ ۵۰-۴۹)

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو نصیحت

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ اپنے معرکۃ الآراء مضمون "گورنمنٹ انگریزی اور جہاد" میں ایک عجیب نکتہ معرفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اور میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعودؑ مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے۔ اس لیے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں۔ اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے۔ کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟...... خدا کے لیے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لیے اترتے ہیں۔ مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو، ترقی کرو۔ اُس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیئے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام میل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اُٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ میل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یکدفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰـهَا﴾ (سورۃ شمس: ۱۰) یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔

دیکھو میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔ مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے اور یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعودؑ کی تعریف میں لکھا ہے یَضَعُ الْحَرْبَ یعنی مسیح جب آئے گا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔"

(صفحہ ۱۴-۱۵)

بڑے جلال کے ساتھ ایک شہنشاہ کی طرح اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:-

"سو میں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور دردمندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین میں صلح پھیلا دیں کہ اس سے ان کا دین پھیلے گا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ ۲۳۱-۲۳۳)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ صلح اور آشتی اور محبت کے سفیر بن کے دنیا میں آئے۔ آپ نے فرمایا:

"ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے...... اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوئم صفحہ ۲۹۵-۲۹۶)

حضرت مسیح موعودؑ کے جہاد کے مختلف انداز

جہاد کے معنی انتہائی جدوجہد کے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود قولی، فعلی اور لسانی جہاد میں دن رات مصروف رہتے تھے۔ ۱۱ر نومبر ۱۹۰۲ء بروز سہ

شنبہ ظہر کے وقت حضورؑ تشریف لائے اور احباب کو فرمایا کہ یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ میں رات کو تین تین بجے تک جاگتا ہوں۔ اس لیے ہر ایک کو چاہیے کہ اس میں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کر دے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۱۹۶)

۔۔۔۔۔۔حضرات ایک دفعہ قادیان میں شدید گرمی پڑی۔ گلیاں سنسان ہو گئیں۔ بازار بند ہو گئے۔ ایسی گرمی کہ ہر شخص الامان والحفیظ پکار اٹھا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے شدت گرما کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مخصوص شیریں اور دلربا انداز میں فرمایا کہ اسقدر شدید گرمی تھی کہ سب لوگ بے حال ہو گئے حتیٰ کہ خدا کی مشین بھی بند ہو گئی۔ مراد یہ تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ جو کسی حال میں کسی موسم میں کام سے نہیں تھکتے آپ بھی آرام پر مجبور ہو گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو اس موسم میں بھی ایک لحظہ کے لیے کام بند نہیں کیا۔

۔۔۔۔۔۔۱۴ر جولائی ۱۹۰۶ء کو ایک معزز خاندانی ہندو دیوان صاحب جو صرف ملاقات کیلئے قادیان آئے تھے ظہر کی نماز سے قبل انہوں نے عرض کیا کہ مجھے تو لوگ ڈراتے تھے کہ مرزا صاحب تو کسی کے ساتھ بات نہیں کرتے اور ہندوؤں کے ساتھ بہت بدخلقی کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ میں نے یہاں ہر بات اس کے برخلاف پائی ہے اور آپ کو اعلیٰ درجہ کا خلیق اور مہمان نواز دیکھا ہے۔ فرمایا:

''ہمارے اصول میں داخل نہیں کہ اختلاف مذہبی کے سبب کسی کے ساتھ بدخلقی کریں اور بدخلقی مناسب بھی نہیں کیونکہ نہایت کار ہمارے نزدیک غیر مذہب والا ایک بیمار کی مانند ہے جس کو صحت روحانی حاصل نہیں۔ پس بیمار تو اور بھی قابل رحم ہے جس کے ساتھ بہت خُلق اور حلم اور نرمی کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔ اگر بیمار کے ساتھ بدخُلقی کی جاوے تو اس کی بیماری اور بھی بڑھ جائے گی۔ اگر کسی میں کجی اور غلطی ہے تو محبت کے ساتھ سمجھانا چاہیے۔ ہمارے دو بڑے اصول ہیں۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق صاف رکھنا اور اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔''

(بدر جلد ۲ نمبر ۲۹ صفحہ ۳ مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء)

۔۔۔۔۔۔ایک دفعہ حضرت سیدنا مولانا حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت عالیہ میں عرض کی کہ حضور مجھے کوئی مجاہدہ بتایئے۔ فرمایا ''عیسائیت کے غلط عقائد کے خلاف کتاب لکھیں''۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ چھ لاکھ مسلمان مرتد ہو کر عیسائی بن چکے تھے۔ بڑی بڑی مساجد کے علماء اسلام چھوڑ کر عیسائیت کی منادی کرنے لگے تھے۔ عیسائیوں نے اسلام کے خلاف برٹش ایمپائر کی بھرپور حمایت کے ساتھ چھ کروڑ کتب لکھی تھیں اور مسلمان عجیب بے بسی کے عالم میں تھے، چنانچہ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ نے ''نور الدین'' نامی معرکۃ الآراء کتاب تصنیف فرمائی۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت مولانا حکیم نور الدینؓ نے دوبارہ عرض کی حضور مجھے کوئی اور مجاہدہ بتائیں۔ فرمایا ''آریہ سماج کے باطل عقائد کے خلاف کتاب لکھیں''۔

(حیات احمد از حضرت مولانا شیخ یعقوب علی عرفانیؓ صفحہ ۳۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے صرف تین روز قبل ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء بمقام لاہور قبل نماز ظہر فرمایا:

''آج ہی پیسہ اخبار میں ایک انگریز کا مضمون تھا اس نے کسی جگہ پر اپنے لیکچر میں بیان کیا کہ زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہندو، مسلمان، عیسائیوں اور یہودیوں کو اتفاق کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ مسلمان، یہودی اور نصرانی سب کے سب بلاامتیاز انسانی گروہ میں اتحاد و اتفاق دیکھنے کے مشتاق ہیں اور مہدی معہود کے آنے کا انتظار دیکھ رہے ہیں جو کہ دیر یا سویر عالم وجود میں آکر تمام انسانوں میں یگانگت کا رشتہ قائم کر دے گا میں اس مہدی کے متعلق اپنی ذاتی رائے یہ رکھتا ہوں کہ وہ اہل قلم سے ہوگا اور اسی زبردست آلہ کے ذریعہ سے اقوام عالم کے دلوں میں تخم یگانگت بو سکے گا۔''

(پیسہ اخبار ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء ملفوظات جلد دہم صفحہ ۴۴۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''میں اس دنیا کی حکومت اور ریاست کو نہیں چاہتا اور بغاوت کو سخت بدذاتی سمجھتا ہوں۔ میں کسی خونی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونی مہدی کا منتظر۔ صلح کاری سے حق کو پھیلانا میرا مقصد ہے اور میں اُن تمام باتوں سے بیزار ہوں جو فتنہ کی باتیں ہوں یا جوش دلانے والے منصوبے ہوں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۲۸۷)

آپ فرماتے ہیں:

میں تو آیا اس جہاں میں ابن مریم کی طرح

میں نہیں مامور از بہر جہاد و کارزار

حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کو فتنہ وفساد سے باز رہنے کی تلقین فرمائی اور اپنے نور بصیرت سے مستقبل پہ نظر ڈالتے ہوئے یہ پیشگوئی فرمائی کہ اگر مسلمانوں کی فتنہ وفساد کی یہ حالت تبدیل نہ ہوئی تو دشمنان اسلام اس سے فائدہ اٹھا کر اسلام پر حملہ کریں گے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۲۷)

لیکن وائے افسوس جب امت مسلمہ نے مامور زمانہ کی آواز پر کان نہ دھرے اور اپنی طرف توجہ مبذول کروانے کے لیے قرآن وسنت کے خلاف حربے استعمال کرنے شروع کیے۔ کہیں خودسوزی اور کہیں خودکش حملے شروع کیے تا خوف وہراس سے اپنی طرف توجہ مبذول کروائی جاسکے تو اس کے نتیجہ میں اسلام کا پاک نام سارے جہان میں ذلیل ہوا۔ اس کے بالمقابل اگر مسلمان اپنی مظلومیت کا واسطہ دیکر خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرتے اور صبر اور دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت طلب کرتے تو اس کے نتائج ان کی توقع سے کہیں بڑھ کر نکلتے اور اسلام اور مسلمانوں کی نیک نامی میں اضافہ ہوتا۔ (جاری)

هو الشافی HOWASHAFEE
ہومیو پیتھک کلینک قادیان
Homeopathic Clinic Qadian
ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر

We treat but Allah cures
محلہ احمدیہ، قادیان، پنجاب-143516
(Res.) 01872-220351
(Clinic) -222278

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خُلَّةٌ
وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

Ahmad Fruit Agency
Commission & Forwarding Agents
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ
رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ (الجاثیۃ ۳۷-۳۸)
We treat but Allah cures. هو الشافی
Praise & Greatness-All For Allah Only.
طالب دعا
Fatema Rashid
Nursing Home & Hospital
Qadian.143516.Punjab
فاطمہ رشید ہسپتال قادیان
Ph: 01872-220002, 220404
Fax: 01872-221223

پیش کرتے ہیں۔ آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب اور ربر شیٹ
ہوائی چپل، نیوز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

NIR

Soniky

NEW-INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34A, DEBENDRA CH.DEY ROAD KOLKATA-700015 (INDIA)
Phone:(Off.): 2329-0611/2288/0463/1287; 2328-3583/3560
(Res): 2240/2012 E-mail: newindia@cal2.vsnl.net.in
Fax: 033-23298954

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا
بنی نوع انسان سے شفقت و محبت کا سلوک

از- مکرم مولوی عبدالمومن صاحب راشد، مدرس جامعہ احمدیہ قادیان

فرمان الٰہی ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اسکا شریک نہ بناؤ نیز والدین کے ساتھ احسان کرو۔ اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسائیوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسائیوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جنکے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اسکو پسند نہیں کرتا جو متکبر اور شیخی بگھارنے والا ہو۔

حضور رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اب یہ آیت کریم ایک ایسی آیت ہے جس میں احسان کی تعلیم اتنی وسیع دی گئی ہے کہ انسان اسے دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے دنیا میں کسی مذہب میں کسی الہامی کتاب میں کسی صحیفے میں کوئی ایک آیت بھی ایسی موجود نہیں بلکہ انکی ساری تعلیمات جو احسان کے متعلق ہیں۔ انکو بھی جمع کریں تو اس آیت میں احسان کی جو تفاصیل بیان کی گئی ہیں وہ ان آیات میں آپکو نہیں مل سکیں گی۔ پس آنحضرت صلعم کا جیسا دل تھا ویسی ہی آیات آپ پر نازل ہوا کرتی تھیں۔ اور دراصل یہ حضور اکرم صلعم کے دل ہی کا نقشہ ہے۔ (خطبہ جمعہ 25 فروری 2000ء)

آنحضرت صلعم فرماتے ہیں ''کہ تمام مخلوق اللہ کا عیال اور کنبہ ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پیارا وہ ہے جو اسکے عیال یعنی مخلوق سے احسان اور نیکی سے پیش آئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کے رنگ میں رنگین اور صفات حسنہ سے متصف تھے اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ کی رضاء حاصل کرنے کے لئے ایک زبردست ذریعہ ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 438)

ایک اور موقعہ پر آپ نے فرمایا ''ہمارے بڑے اصول دو ہیں اوّل خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ رکھنا۔ دوسرے اسکے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا ہے۔ قرآن کریم احادیث نبوی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے خلفاء کرام اور انکی اتباع میں احباب جماعت نے بنی نوع انسان سے محبت و شفقت کرنا اور احسان و نیکی کے ساتھ پیش آنا حرز جان بنایا ہے۔ یہ انسان دنیا میں خواہ کسی بھی قوم اور مذہب سے تعلق رکھتا ہو یا دنیا کے کسی بھی ملک یا خطے میں رہنے والا ہو۔ اس کے ساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت، حسن سلوک کرنا، اسکی مشکلات اور پریشانیوں اور مصائب کو دور کرنا خلفائے احمدیت نے عبادت کی طرح رات دن کا معمول بنالیا تھا۔ جوں جوں جماعت نے ترقی کی اور خدا کے فضل سے آج دنیا کے 174 سے زائد ملکوں میں قائم ہوئی۔ اس پہلو سے بھی جماعت کی ذمہ داری بڑھتی گئی لیکن اسکے باوجود سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے دور خلافت میں اسقدر شفقت علی خلق اللہ کے کام انجام دیئے، جنکا ذکر چند صفحات میں ممکن نہیں، دنیا کے کسی گوشے اور خطے میں جب بھی آپکی شفقت اور بنی نوع انسان سے جذبہ ہمدردی کو آواز دی گئی۔ آپ نے ایک مادر مہربانی کی طرح اس آواز کو سنا اور ضرورت مند کی ضرورت پورا کرنے کے لئے بیقرار ہوئے۔ اس وقت تک چین نہیں لیا۔ جب تک کہ وہ پوری نہ ہوئی۔ وقت کی رعائیت کے پیش نظر محبت و شفقت کے سمندر میں سے چند قطرات محبت ہی قارئین کے سامنے پیش ہیں۔

طبّی اعتبار سے شفقت علی خلق اللہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مریضوں کا مفت علاج فرماتے تھے۔ اور حسب حالات نسخے تجویز کر کے دیتے۔ آپکے عہد مبارک اور بعدہٗ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل بھی غریبوں مسکینوں اور یتیموں کو مفت دوائی مہیا کرتے اور اس کام کے لئے بہت سا روپیہ پیسہ خرچ کرتے تھے۔ آپکی وفات کے بعد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یادگار کے طور پر جماعتی نظام کے تحت 1917ء میں نور ہسپتال قائم فرمایا جو بلا لحاظ مذہب و ملت تقسیم ملک تک بنی نوع انسان کی طبّی خدمات انجام دیتا رہا۔ اسکے بعد یہ ہسپتال حکومت کی تحویل میں چلا گیا تو جماعت نے احمدیہ ہسپتال کے نام سے چھوٹی سی ڈسپنسری قائم کی۔ جو اللہ کے فضل سے تا حال خدمت بجا لا رہی ہے۔ نومبر 1990ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر مکرم ڈاکٹر طارق احمد صاحب غانا سے بطور چیف میڈیکل افسر احمدیہ شفاخانہ تشریف لائے۔ آپ کے آنے کے بعد سے اب تک اس ہسپتال میں 335074 اوٹ ڈور

اور 8407 مریضوں کا انڈور علاج کیا گیا۔ 2421 میجر و مائنر آپریشن اور 1097 زچگی کیس کئے گئے بشمول مکرم چیف میڈیکل افسر صاحب و لیڈی ڈاکٹر محترمہ رافعہ خاتون صاحبہ ہسپتال کا پورا اسٹاف 124 افراد پر مشتمل ہے۔

حضور انور نور اللہ مرقدہٗ نے حین حیات کمال شفقت سے قادیان میں ایک جدید ہسپتال تعمیر کرنے کی ہدایت فرمائی جو ریتی چھلہ قادیان میں تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ اس میں دوسو انڈور مریضوں کے بیڈوں کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ انشاء اللہ العزیز اس میں مریضوں کی تمام ضرورتوں کا سامان رکھا جائیگا، اور نہایت قابل اور ماہر ڈاکٹر خدمت انسانیت کا فریضہ انجام دیں گے۔

صوبہ کیرالہ میں بھی 1992ء سے ایک احمدیہ ہیلتھ سنٹر مستعدی سے کام کر رہا ہے۔ جسکے لئے ایک موبائیل یونٹ دین بھی خریدی گئی ہے۔ اسی طرح ربوہ پاکستان میں 1958ء سے فضل عمر ہسپتال قریباً 27 کنال زمین میں ترقی کی منازل کی طرف رواں دواں ہے۔ حضور انور نے اسکے تعلق میں اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔

"خواہش یہ ہے اور دعا یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہسپتال دنیا کا بہترین ہسپتال ہو۔ کارکنوں کے اخلاق کے لحاظ سے بھی کہ وہ اپنے مریضوں کے لئے دعائیں کرنے والے ہوں اور دوا پر انحصار نہ کرنے والے ہوں۔ اس لحاظ سے غریب سے گہری ہمدردی پائی جاتی ہو اس لحاظ سے بھی کہ فنی ماہرین بھی یہاں چوٹی کے جمع ہوں"

خاکسار کو کئی بار فضل عمر ہسپتال ربوہ میں علاج کروانے کا موقعہ ملا ہے۔ دوسال پہلے میری اہلیہ صاحبہ کا اپریشن بھی یہاں ہوا۔ جو الحمدللہ کامیاب رہا۔ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ اپریشن سے قبل محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ نے جو کہ شعبہ گائنی کی انچارج ہیں اپنے ساتھی لیڈی ڈاکٹروں کے ساتھ دعا کروائی۔ پھر اپریشن کا عمل شروع کیا۔ موصوفہ اور انکے لیڈی اسٹاف نے مریضہ کے ساتھ نہایت ہی قابلِ رشک اور شفقت ومحبت کا سلوک کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور کی خواہش کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سبکو جزائے خیر دے اور دین ودنیا میں نوازے آمین۔

چنانچہ ہسپتال ڈاکٹر صاحبان اسٹاف اور مشنری کو دیکھ کر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ انتظامیہ فضل عمر ہسپتال کو حضور انور کی بلند توقعات اور خواہشات کے مطابق دنیا کا بہترین ہسپتال بنانے کی طرف تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس وقت یہ مندرجہ ذیل شعبہ جات پر قائم ہے۔ شعبہ میڈیسن، شعبہ بچگان، شعبہ لیبارٹری، شعبہ ایکسرے، شعبہ الٹرا ساونڈ، شعبہ فامیسی، شعبہ ای۔ ٹی۔ ای، شعبہ امراض جگر، سیمینار ہال، کمپیوٹرز یک، انٹرنیشنل کال آفس ایڈمنسٹریٹو بلاک، ایمبولنس سروس، کینٹین۔ بفضلہ تعالیٰ ہر شعبہ میں ماہر ڈاکٹر صاحبان خدمت انسانیت میں ہر وقت معروف ہیں۔ علاوہ ازیں بعض ماہر ڈاکٹر صاحبان فوقتاً فوقتاً ہسپتال میں آکر رضا کارانہ طور پر کام کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں جماعت احمدیہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ذریعہ ہومیوپیتھی طریق علاج متعارف ہوا تھا۔ آپکے اس عظیم کام کو زندہ جاوید بنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے قبل از خلافت وقفِ جدید کے زیر انتظام ربوہ میں فضل عمر ہومیوپیتھی ڈسپنسری قائم فرمائی تھی۔ جس سے خاص وعام احمدی وغیر احمدی استفادہ کرتے تھے۔ نظامت وقفِ جدید کی طرف سے نہ صرف ربوہ میں کئی ڈسپنسریاں مخلوق خدا کی خدمت میں معروف ہیں۔ بلکہ بیرون ربوہ بھی کئی جگہ ہومیو علاج معالجہ کی سہولت کا انتظام کیا گیا ہے۔ حضور انور کے لندن جانے سے اس طریق علاج نے بھی وسعت اختیار کی ہندوستان و پاکستان کے علاوہ بہت سے ممالک یعنی بنگلہ دیش سری لنکا، انڈونیشیاء، مغربی افریقہ وغیر ممالک حضور انور کی خصوصی توجہ اور شفقت غریب نادار اور مغلوک الحال لوگوں کے لئے آسان سستا علاج یعنی ہومیوپیتھی طریق علاج کے نظام کو جاری کیا گیا۔ اور سنٹر کھولے گئے۔ جیسا کہ محترم مولوی مظفر احمد صاحب مبلغ سلسلہ اپنی رپورٹ الفضل 8 فروری 03ء میں تحریر کرتے ہیں کہ تنزانیہ مشرقی افریقہ میں پانچ صوبوں میں جماعت احمدیہ نے پانچ ہومیوپیتھی کلینک قائم کئے ہیں۔ جنکے نام صوبہ ارنگا، صوبہ کیگٹی، صوبہ مورو گرو، صوبہ سونگیا اور صوبہ ٹانگا ہیں۔

اسطرح مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت تحریر فرماتے ہیں کہ انڈونیشیاء میں جماعت احمدیہ کی 93 ڈسپنسریاں طبی خدمات بجالا رہی ہیں اگر ہر ملک کے اعداد وشمار اکٹھے کئے جائیں تو یہ ایک ضخیم کتاب کی صورت اختیار کریں گے اسلئے اسی پر اکتفاء کرکے آگے چلتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی بے پناہ شفقت و ہمدردی بنی نوع انسان کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ تاریخ عالم میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ جب آپ نے نوع انسان کی ہمدردی میں 1994ء میں ہومیوپیتھی سے متعلق ایم ٹی اے پر لیکچروں کا آغاز کرکے عالمی سطح پر خدمت خلق کا بین الاقوامی نظام جاری فرمایا۔ حضور انور کے یہ لیکچر روزنامہ الفضل ربوہ میں شائع ہوتے رہے۔ 1996ء میں کتابی صورت میں لندن سے ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل کے نام سے شائع کئے گئے۔ 1998ء میں اسکا تیسرا

ایڈیشن شائع ہوا۔ حضور انور کی نگرانی میں لندن میں ہومیوپیتھی کا مرکزی شعبہ قائم ہے۔ جو تمام دنیا کی دواؤں کی ضرورت پوا کر رہا ہے۔ حضور انور صرف کتاب کے چھپنے پر اکتفا نہیں فرمایا۔ اسکے بعد ہی پہلے بھی جب کبھی کسی احمدی نے اپنی بیماری کا ذکر کیا اور نسخہ بھی تجویز فرمایا۔ خاکسار نے بھوٹان میں ایک غیر مسلم کے لئے درخواست کی۔ ازراہ شفقت حضور نسخہ رحمت فرمایا اور دعاؤں سے نوازا۔ ہندوستان ہو یا پاکستان یا دنیا کا کوئی اور ملک۔ جب بھی پیارے امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم میں کسی بیماری کے پھیلنے کی اطلاع ملی آپ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ فوری طور پر ہومیو نسخہ تجویز فرما کر عام کر دیا۔ پھر جاپان ہو یا ایران، صومالیہ یا بوسنیا، مشرقی افریقہ یا مغربی افریقہ غرض کہ کوئی ملک ہو اگر آپ کے علم میں یہ بات آئی کہ وہاں دواؤں کی ضرورت ہے۔ یا ڈاکٹروں کی ٹیم بھجوانا ضروری ہے۔ آپ نے بلا تاخیر احمدی ڈاکٹروں کو ادویات کے ساتھ ایسے تمام ملکوں اور علاقوں میں بھجوائے جہاں انسان بے سروسامانی کی حالت میں سسکتے بلکتے زندگی سے مایوس دم لے رہا تھا۔ اسطرح دنیا کے لاکھوں انسانوں نے آپ سے براہ راست بھی اور بلا واسطہ بھی فائدہ اٹھایا۔

تعلیمی خدمات

دنیا کے مختلف ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ نے اسکول کھولے ہیں۔ جن سے بے شمار بچے استفادہ کر رہے ہیں۔ ممکن نہیں کہ اس کی پوری تفصیل بیان کی جائے۔ حضور انور کے بابرکت دور خلافت میں قادیان میں ہی بچوں کی تعلیمی ضروریات پوری کرنے کے لئے جامعۃ المبشرین، اسکول برائے واقفین نو اور احمدیہ سنٹر فار کمپیوٹر ایجوکیشن جاری ہوئے۔ مزید براں نظارت تعلیم کے تحت صوبہ جات جموں کشمیر بنگال آسام کیرالہ اور یوپی میں متعدد اسکول و مدرسے نہایت کامیابی سے چل رہے ہیں، جبکہ صوبہ کشمیر میں 6 اسکول انگلش میڈیم مقبول رنگ میں کام کر رہے ہیں۔ ان اسکولوں کو مرکز سے سالانہ -/9348800 روپئے گرانٹ دی جاتی ہے۔

بیرون ملک 1970ء سے قبل مشرقی و مغربی افریقہ سنگاپور ملایا اور انڈونیشیا و فلسطین میں جماعت کے صرف 79 اسکول تھے اور ایک انٹر میڈیٹ کالج تھا۔ جبکہ عہد خلافت ثالثہ کی بابرکت تحریکات یعنی نصرت جہاں آگے بڑھو پروگرام اور نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے نتیجہ میں آج براعظم افریقہ کے 9 ممالک ماریشس، سنگاپور، ملایا، انڈونیشیا اور فلسطین میں جاری جماعت کے سکولوں کی تعداد 380 ہو چکی ہے۔ علاوہ ازیں ساؤتھ ہال لندن میں ایک سنڈے کلاس اور ٹورانٹو کینیڈا میں ایک کمپیوٹر کلاس کے ذریعہ تعلیمی خدمات انجام دی جا رہی ہے۔

تعلیم کے ہر شعبہ میں ذہین اور ہونہار احمدی بچوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے خلفاء سلسلہ نے اپنے اپنے بابرکت دور خلافت میں کئی اہم اور مفید منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا ہے۔

1939ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اسکول و کالج میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے احمدی طلباء کو وظائف دیئے جانے کا اعلان فرمایا۔

1975ء میں خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے بیرون ملک اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے جماعت کی طرف سے 6 وظائف دیئے جانے کا اعلان فرمایا 1979ء میں میں حضور نے 10 نکاتی تعلیمی منصوبہ کے تحت حقوق طلباء کے نام سے جماعت کے ذہین و مستحق بچوں کے معیاری وظائف اور بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات میں اول دوم اور سوم آنے والے طلباء کو انعامی تمغہ جات دیئے جانے کا اعلان فرمایا۔

اسی سال سائنس کے میدان میں احمدی طلباء کو بلندیوں تک پہنچانے کے لئے محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی زیر قیادت ایک وظائف کمیٹی قائم فرمائی۔

ان تمام تعلیمی منصوبوں نے دور خلافت رابعہ نے بڑی وسعت اختیار کی اور یہ صرف ہندوستان و پاکستان کی حد و تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ جماعتی ترقی کے ساتھ ساتھ پھلتے پھولتے گئے حضور انور کے عہد مبارک میں صرف ہندوستان میں ذہین اور ہونہار طلباء کے لئے بطور وضائف اور بطور امداد مستحق طلباء کے لئے جو رقم مہیا کی گئی وہ -/8125000 روپے ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ پاکستان اور دیگر مغربی افریقہ وغیرہ ممالک میں کس قدر خطیر رقم اس شعبہ کے تحت سالانہ خرچ ہوتی ہوگی اور پیارے آقا کے عرصہ خلافت جو قریباً 21 سال تک ممتد ہے اسمیں کتنی رقم نادار اور غریب و مستحق طلباء کو فراہم کی گئی ہوگی۔

رفاہی خدمات

حضور انور کے عہد مبارک میں جماعت 174 ملکوں میں قائم ہوئی۔ ان میں جہاں حقیقی اسلام کے احیائے اور توحید کی سربلندی کے لئے نہایت مستحکم بنیادوں پر کام شروع کیا گیا۔ وہیں علم اور انسانیت کو بلند کرنے کے لئے بھی عظیم الشان خدمات سرانجام دی گئیں۔ ہندوستان میں مختلف مواقع و حالات کے پیش نظر حضور انور کے دور میں جو رفاہی کام حسب ہدایت انجام پائے ہیں۔ مختصر تذکرہ ذیل میں پیش ہے۔

1988ء میں گورداسپور جیل کے 726 قیدیوں میں کپڑے تقسیم کئے

گئے 1989ء میں بہار کے فرقہ وارانہ فسادات سے متاثرہ افراد میں نقدی دو لاکھ روپے تقسیم کئے گئے۔ اور بے گھر افراد کے لئے تین لاکھ روپے کی لاگت سے کرشن نگر اور طاہر نگر کے نام سے دو کالونیاں تعمیر کی گئیں۔

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان نے 5 فری آئی کیمپ لگائے جن میں 7666 مریضوں کی آنکھوں کا چیک اپ کیا گیا اور ۴۲۲ مریضوں کے آپریشن کئے گئے ان مواقع پر مریضوں اور ان کے لواحقین کے قیام و طعام کا بھی انتظام کیا گیا۔

علاوہ ازیں بھارت کی چار مجالس خدام الاحمدیہ نے بھی اپنے اپنے علاقہ میں فری میڈیکل کیمپ لگائے۔

1991ء کے بعد سے مسلسل مرکزی فنڈ سے ہندوستان کی 247 بیوگان اور ضرورت مندوں کو -/4778120 روپے امداد دی جا رہی ہے۔

1989ء میں ممبئی کے فرقہ وارانہ فسادات سے متاثرہ چار خاندانوں کو بھی وقتی امداد کے علاوہ نظارت امور عامہ کے زیر انتظام ماہوار وظیفہ کی صورت میں -/121300 روپے امداد دی جا چکی ہے۔ انجمن وقف جدید مجالس انصار اللہ اور مجالس خدام الاحمدیہ بھارت بھی اپنے اپنے بجٹ سے ہر سال قریباً -/801000 روپے خدمتِ خلق کے کاموں میں خرچ کر رہی ہے۔

1991ء کے بعد اب تک نظارت امور عامہ کے انتظام کے تحت مرکزی فنڈ نے بہت سے صنعت و تجارت پیشہ احمدیوں کو ان کے پیروں پر کھڑا کرنے کے لئے -/3589000 روپے بطور قرض اور -/874000 روپے بطور امداد فراہم کئے گئے ہیں۔

بیوت الحمد فنڈ سے جہاں قادیان میں 37 کوارٹرز پر مشتمل کالونی تعمیر کی گئی وہاں قادیان اور قادیان سے باہر کے بہت سے احمدیوں میں اپنے اپنے مکانات کی تعمیر اور مرمت کے لئے اسی فنڈ سے -/2575000 روپے قرض اور -/3517500 روپے کی امداد مہیا کی گئی ہے۔ 1991ء میں بھدرک اور سورو اڑیسہ کے فسادات سے متاثرین کو -/425100 روپے ریلیف دی گئی۔

1992ء کے سیلاب میں حضور انور کے ارشاد پر گاؤں گاؤں میں پھر کر سیلاب سے نقصان پہنچنے والے افراد کو -/700000 روپے سے زائد رقم امداد دی گئی۔

اسی سال بمبئی میں فرقہ وارانہ فسادات کے نتیجہ میں نقصان اٹھانے والے افراد کو بصورت نقدی -/300000 روپے کی امداد دی گئی اور بے گھر ہونے والوں کے لئے 38 مکانات تعمیر کروائے گئے۔

1995ء میں عثمان آباد اور لاتور مہاراشٹر میں آئے زلزلہ سے متاثرہ افراد کے لئے وزیر اعظم ریلیف فنڈ میں 200000 روپے کا عطیہ دیا گیا۔

1993ء کا سال حضور انور نور اللہ مرقدہ کے ارشاد پر انسانیت کا سال منایا گیا اور حکومتوں کے سربراہوں کو قیام انسانیت اور حقوق انسانیت کی طرف توجہ دلائی گئی۔

صوبہ بنگال و آسام میں سیلابوں سے نقصان اٹھانے والوں کو نظارت امور عامہ کے زیر انتظام مرکزی فنڈ سے -/1271300 امداد دی گئی۔

پھر 1999ء میں اڑیسہ میں سیلاب سے تباہ حال لوگوں کی امداد کے لئے -/2734500 روپے مہیا کئے گئے۔

2001ء کے شروع میں صوبہ گجرات میں قیامت خیز زلزلہ آنے پر جماعت کی طرف سے وزیر اعظم اور چیف منسٹر ریلیف فنڈ میں -/700000 روپے کا عطیہ دیا گیا اور جماعتی نظام کے تحت -/1828490 روپے کی امداد تقسیم کی گئی۔

سیدنا بلال فنڈ: حضور انور نے جماعت احمدیہ کے شہداء کے ورثاء اور انکے اہل و عیال کی کفالت کے لئے بلال فنڈ کی تحریک فرمائی۔ جہاں سے انکے اہل و عیال کی ہر ممکن مدد کی گئی وہاں اس فنڈ سے شہدائے احمدیت کی طرف سے منتخب آیات قرآنی کا سو زبانوں میں ترجمہ شائع کیا گیا۔

21 فروری 2003ء "مریم شادی فنڈ" حضور انور نے غریب بچیوں کی شادی کے لئے امداد دینے کی تحریک فرمائی۔ صرف ایک ہفتہ میں اس تحریک میں ایک لاکھ نو ہزار تین سو تیس پاؤنڈ سے زائد رقم وعدوں اور نقدی کی شکل میں جمع ہوگئی۔ بعض خواتین نے اس فنڈ میں زیورات بھی پیش کئے۔

بوسنیا کے مظلومین اور صومالیہ کے قحط زدگان کی امداد کے لئے Humanity First کے نام سے ایک عالمی ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ جسکے لئے فنڈ فراہم کرنے کے دنیا بھر کے احمدیوں نے دل کھول کر حصہ لیا۔

حضور انور کے عہد مبارک میں بہت سے ایسے رفاہی کام انجام پائے ہیں جو ہمیشہ ہی یاد کئے جائیں گے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا معرکۃ الآراء لٹریچر

حضور انور نے قبل از خلافت متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ جن میں سے "مذہب کے نام پر خون" نہایت ہی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد بھی آپ نے عظیم ذمہ داریوں کے باوجود سلسلہ تالیف جاری رکھا اور علم عرفان کے سمندر بہائے۔ حقائق و معارف پر

مبنی دلوں اور دماغوں کو جلا بخشنے والی چند کتابوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ خلیج کا بحران اور نظام نو
۲۔ ذوق عبادت اور آداب دعا
۳۔ حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ
۴۔ زھق الباطل
۵۔ فلسفہ احیائے اسلام
۶۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات
۷۔ Islam's Response To Contemporary Issues
۸۔ Christianity A Journey From Facts to Fiction
۹۔ ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل
۱۰۔ Absolute Justice
۱۱۔ Revelation, Rationality, Knowledge and Truth
۱۲۔ ربوہ سے تل ابیب تک
۱۳۔ سوانح فضل عمرؓ

علاوہ ازیں مجالس علم وعرفان، درس القرآن، خطبات جمعہ، جلسہ سالانہ کے خطابات اور دیگر مواقع پر لیکچر بیش بہا خزانہ پر مشتمل ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پیارے آقا کو جنت الفردوس میں مقام محمود عطا فرمائے اور عالمگیر جماعت احمدیہ آپکی تحریکات کو دوام بخشنے کی توفیق دے۔ آمین

Love For All
Hatred For None
Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

**Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. And C.D. Players
are available here**

Near Ahmadiyya Muslim Mission,
Gangtok, Sikkim
☎ 03592-220107, 281920

Rakesh Jewellers

To every kind of
Gold and Silver ornament
All kinds of Rings &
"Alaisallah" Rings also sold

Kishen Seth, Rakesh Seth
Main Bazar, Qadian
01872-221887, 22090 (PP)
سو سال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دوکان

NAVNEET
JEWELLERS

01872-20489(S)
20233,20847(R)

CUSTOMER'S
SATISFACTION IS OUR
MOTTO

FOR EVERY KIND OF
GOLD & SILVER ORNAMENTS
(All Kinds of rings & "Alaisallah"
rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

عظیم المرتبت باپ کی بیٹے کو ایک زریں نصیحت

تحریر۔احمد سلام ابن ڈاکٹر عبدالسلام۔لندن　　　　ترجمہ محمد زکریا ورک۔کینیڈا

(زیرِ نظر مضمون میں نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے بیٹے مکرم احمد سلام صاحب نے اپنے والد محترم کی گھریلو زندگی کے بعض مخفی گوشوں کو نہایت دلنشیں انداز میں بیان فرمایا ہے۔ جو یقیناً احمدی طلباء کے لیے بہترین راہ نما اصول پر مشتمل ہیں۔ اس کا مطالعہ لازماً ان کے دلوں میں ایک جوش اور ولولہ پیدا اکردے گا۔ ان شاءاللہ　　(ادارہ)

والدین کے لئے اپنے بچوں کو زندگی بھر یاد رکھنے والے سبق سکھانا آسان نہیں ہوتا ہے اس لحاظ سے میں بہت خوش قسمت بچہ ہوں جس کے والدین غیر معمولی قابلیت کے حامل تھے جنہوں نے زندگی بھر میری عملی نمونہ سے رہنمائی کی بجز کا یہ عملی نمونہ ان میں بہ حیثیت مسلمان ہونے کے تھا۔ انکی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ انسان کار آمد اور بامصرف زندگی گزارے جو اللہ تعالیٰ کی مکمل مطیع ہو اور اپنے مقاصد کے حصول میں تن من دھن سے پوری طرح وقف ہو۔

ایسے ان گنت سبق جو میں نے خوش قسمتی سے ابا جان سے سیکھے ایک چیز جسکے بارہ میں انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار پوری بے باکی سے کیا وہ ان کی وقت کے زیاں اور کاہلی کے بارہ میں شدید نفرت تھی وقت کوئی بہتی ندی نہیں جس کے کنارے بیٹھ کر ہم اسے بہتا دیکھ کر لطف اندوز ہو سکیں۔ وقت درحقیقت دنیا کی سب سے زیادہ مہنگی اور قیمت والی جنس ہے۔ وقت کے ہر لمحہ کی اہمیت وافادیت کو جاننا اور اس کا مناسب مصرف نکالنا بہت لازمی ہے میرے پیارے ابا جان کے والد گرامی چوہدری محمد حسین صاحب فی الواقعہ وہ انسان تھے جنہوں نے اپنے فرزند ارجمند میں کام کی اہمیت یعنی work-ethic کی قابل قدر خصوصیات پیدا کیں اور پھر تمام زندگی بھر یہ خصوصیات ان پر محیط رہیں تا آنکہ وہ آسمان کو چھونے والی غیر ممکن الحصول کامرانیوں سے ہم کنار ہوئے۔

میرے پیارے ابا جان کی یہ شدید خواہش تھی کہ وہ زندگی کے ہر لمحہ کو مفید رنگ میں استعمال میں لاویں اس خواہش کا دائرہ اثر ہماری پوری فیملی کے ہر فرد پر بھی تھا کہ وہ بیداری کے لمحات کو کیسے مفید رنگ میں مصرف میں لاتا ہے ابا جی کا شمار ہرگز ان لوگوں میں سے نہیں ہوتا تھا جو صبح اٹھ کر شام ڈھلنے کا انتظار کرتے یا جو ہر شام کو صبح طلوع ہونے کے انتظار میں بے سود وقت گزار دیتے ان کی یہی شدید خواہش اور توقع ہمارے بارہ میں تھی کہ ہم میں سے کبھی کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ ہو۔

آپ کی ڈکشنری میں چھٹی کا لفظ تھا ہی نہیں۔ خود میرے لئے سکول سے تعطیل کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ پرانے اسباق کو دہراؤں یا ان کی نظر ثانی کروں یا پھر کورس میں دئے ہوئے اگلے سبق کی تیاری پہلے سے کروں میں اور میری بہنوں نے ہر روز کا ٹائم ٹیبل بنایا ہوا تھا ہمیں سکول کی پڑھائی کا کام اس کے عین مطابق مکمل کرنا ہوتا تھا ہم ابا جان کے سٹڈی روم میں اکٹھے مل کر مطالعہ کرتے تھے صرف کھانے اور نمازوں کیلئے اس دوران وقفہ ہوتا تھا بعض دفعہ ابا جان اگر فون پر کسی سے کانفرنس کر رہے ہوتے جو کہ اکثر ہوتا تھا تو ہماری پوری کوشش ہوتی کہ فون کی وجہ سے ہماری توجہ میں مخل نہ ہو کیونکہ ہمیں بخوبی علم ہوتا تھا کہ انکی آنکھیں ہمیں پر لگی ہوئی ہیں مطمح نظر طے کرنا اور پھر اسکے حصول کی خاطر پوری دلجمعی سے کوشش کرنا اس بارہ میں انہوں نے ہمیں مختلف نوع کے موضوعات سے متعارف کرایا۔

ٹیلی ویژن نہ ہونا

ریاضی اور فزکس جو کہ ان کے پسندیدہ مضامین تھے ان میں میری دلچسپی بڑھانے کے لئے Weekend پر وہ مجھے اپنے ساتھ اکثر امپیریل کالج آف لندن (لندن یونیورسٹی کا حصہ) لے جاتے تھے اور جب وہ اپنے ریسرچ کے کام میں مصروف ہوتے تو مجھے اپنے کسی ڈاکٹریٹ سٹوڈنٹ کی نگرانی میں چھوڑ جاتے مجھے صحیح معلوم نہیں کہ اس صورت حال میں کون زیادہ نروس ہوتا تھا (سٹوڈنٹ یا میں) اگرچہ میرا خیال ہے کہ وہ طالب علم ہوتا تھا جس کے کندھوں پر یہ بھاری بوجھ ڈال دیا جاتا تھا۔ یہ کام ان بدنصیب طالب علموں کو اس وقت بھی دیا جاتا تھا جب آپ امپریل کالج سے گرمیوں کی لمبی تعطیلات کی بناء پر ٹریسٹ (اٹلی) میں واقع سائینس سینٹر میں کام کے لئے چلے جاتے تھے ٹریسٹ میں بھی دن کا کچھ حصہ کسی طالب علم کے ساتھ گزارتا جو بے چارہ ہر بار خوف سے کانپ جاتا جب اس کا باس پروفیسر اپنے بے ولولہ بیٹے کو اس کے پاس ٹیوشن کے لئے چھوڑ جاتا تھا۔

ایک عرصہ دراز تک ہمارے گھر میں کوئی ٹیلی ویژن سیٹ اس لئے نہ تھا کہ ابا جان ٹیلی ویژن دیکھنے کو وقت کے زیاں کی سب سے قطعی مثال سمجھتے

تھے۔ جو وقت پڑھائی سے بچتا تھا آپ کی ہدایت تھی کہ وہ وقت کتب کے مطالعہ میں صرف کیا جائے جس طرح ان کے والد نے ان سے کتابوں کے مطالعہ کے بعد ان سے خلاصے لکھوائے تھے انہوں نے مجھ سے بھی یہ امید رکھی کہ میں ہر کتاب کے مطالعہ کے بعد اس کا خلاصہ ضبط تحریر میں لاؤں تا زیر نظر موضوع کی سمجھ زیادہ گہرائی سے جان لوں اس وقت جب میں طفل مکتب تھا شاید یہ کام بہت محنت طلب محسوس ہوتا تھا جبکہ ہر بچہ کا دل کتب کی بجائے کسی اور جگہ یہ کھیل کود میں اٹکا ہوتا ہے اب میں لوٹ کے ماضی کے دریچوں میں دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ فی لواقعہ اس کام اور مشق کی اہمیت اور افادیت واقعی بہت گہری تھی۔

علم کی پیاس

میرے ابا جان کی علم حاصل کرنیکی نہ بجھنے والی پیاس کی بہترین مثال کتابوں کا وہ انمول ذخیرہ ہے جو انہوں نے مختلف النوع موضوعات پر اکٹھا کیا ہوا تھا آپ کے جملہ مشاغل میں سے ایک محبوب مشغلہ جس سے وہ حد درجہ لطف اندوز ہوتے تھے وہ بک اسٹوروں میں کتابوں کی تلاش تھا لندن کے اردگرد کے بک اسٹوروں میں آپ کی شخصیت جانی پہچانی تھی ایسے نادر مواقع پر میں بھی آپ کے ساتھ جاتا تھا جب میں جی بھر کر آپ کی خوشی میں شریک ہوتا تھا یعنی دماغ کو فرحت بخشنے کے لئے نئے موضوعات پر نئی معلومات حاصل کرنا ان مواقع پر نہ صرف یہ کہ وقت کی کوئی اہمیت نہ ہوتی تھی بلکہ کتابوں کی تعداد جو میں خرید سکتا تھا وہ بھی غیر اہم ہوتا تھا۔

ابا جان کو کوئی بھی فضول خرچ نہیں کہہ سکتا تھا فی الحقیقت وہ اپنی ذات پر خرچ کرنے کے بارہ میں بہت تنگ دل واقع ہوئے تھے لیکن کوئی ایسا کام یا فعل جس سے انسان علم میں اضافہ کر سکے یا جس سے علم حاصل کرنیکی حوصلہ مندی ہو سکے تو اس صورت میں وہ بہت فیاض واقع ہوئے تھے اس صورت میں خرچ بے دریغ کیا جاتا تھا اس چیز کا اطلاق سکول کے علاوہ دوسرے مفید مشغلوں جیسے ڈرائیونگ سیکھنا۔ ٹائپنگ سیکھنا پر بھی ہوتا تھا وہ ہمیشہ نصیحت کیا کرتے کہ دو باتیں ہر انسان کو زندگی میں ضرور سیکھنی چاہئیں ایک تو ٹائپنگ اور دوسرے ڈرائیونگ۔

بدقسمتی سے یا یوں اس وقت محسوس ہوتا تھا کہ انکی فیاضی میں میری دل پسند کار خریدنا شامل نہ تھی اوائل بلوغت میں ہی میں نے یہ بات جان لی کہ وہ بے سود خیرات hand-outs دینا پسند نہ کرتے تھے جب ایک بار میں ان سے اپنی من کی کار خریدنے کیلئے رقم مانگی تو انہوں نے رقم دینے سے صاف انکار کر دیا بلکہ آپنے کہا کہ اگر میں کار رکھنے کی استطاعت رکھتا ہوں تو پھر مجھے اپنی رقم کی بچت کر کے خود کار خریدنے کی بھی استطاعت ہونی چاہئے بالآخر میں نے ایسے ہی کیا اور میں آپکا شکریہ اس بیش بہا نصیحت کے لئے مناسب رنگ میں کبھی بھی ادا نہیں کر سکتا۔

کئی بار ایسا ہوا کہ بجائے اس کے کہ وہ مجھے اپنے ہاؤس آف وزڈم میں بے تکا تا بیناؤں کی طرح داخل ہونے دیتے اور اپنے مشوروں سے نوازتے وہ ایسا کرتے کہ مجھے میرے ذہن کی دہلیز پر لا کر چھوڑ دیتے اگرچہ آپ بڑے سخت دبا کر کام لینے والے انسان واقع ہوئے تھے مجھے ہمیشہ اس بات پر اطمینان ہوتا کہ اگر میں لڑکھڑایا یا گرا تو آپ فوراً مجھے بچانے کے لئے موجود ہوں گے۔

ہر کام میں سلیقہ

آپ نے اپنی زندگی میں کوئی ایسا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیا جس کو زیر استعمال لانے سے آپ کی ذہنی لیاقت اور فطانت میں مزید تر اضافہ ہو سکے۔ ایرپورٹ پر جہاز کے انتظار میں لاتعداد گھنٹے آپ نے دنیا کا تماشہ دیکھتے رہنے میں ضائع نہیں ہونے دیے جیسا کہ میں نے قبل ازیں ذکر کیا آپ مطالعہ کے حد درجہ رسیا تھے مطالعہ کی پیاس کبھی شدت میں کم نہ ہوتی تھی اور یہ مطالعہ کا جنون صرف فزکس یا تیسری دنیا میں سائنس کے موضوعات تک محدود نہ تھا بلاشبہ جیبی سائز کا قرآن مجید ہمیشہ آپ کے کوٹ کی جیب میں ہوتا تھا تا کہ آپکو جب بھی اس کی ضرورت پڑے یہ دستیاب ہو جب آپ لندن گھر میں مطالعہ میں مصروف ہوتے تو قرآن پاک کی تلاوت کا ٹیپ آپکے کمرہ میں ساتھ ساتھ چل رہا ہوتا تھا۔ آسان مطالعہ کے لئے آپ کو Woodhouse پی جی ووڈ ہاؤس کے سراغ رساں کیریکٹر Bertie Wooster اور پھر ایک اور مصنف آگاتھا کرسٹی Aghatha Christie کا کیریکٹر Hercule Poiro جن کی سراغ رسانی کا فن اور فراست زبان زد عام تھی ان سے آپ بہت محظوظ ہوتے تھے جب آپ فزکس کی کسی تھیوری پر بہ ظاہر کام نہ کر رہے ہوتے تو بھی آپ کا دماغ کسی سائنسی معمہ کو حل کرنے میں شب و روز مصروف کار رہتا تھا۔

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا میرے والد گرامی اس چیز کا بہت خیال رکھتے تھے کہ ہم اپنا وقت ٹیلی ویژن دیکھنے میں ہرگز ضائع نہ کریں مگر جب ان کی پیاری والدہ لندن جی نے ہمارے ساتھ گھر میں رہائش اختیار کر لی تو وہ اس معاملہ میں ذرا نرم ہو گئے اور گھر میں ٹیلی ویژن لانے پر آمادہ ہو گئے پھر اس کے بھی دو مقاصد تھے ایک تو کہ یہ ٹیلی ویژن سیٹ اماں جی کے کمرہ میں نصب کیا جائیگا اور دوسرے یہ کہ ہر وہ پروگرام جو ہم انگلش میں دیکھیں

گے اس کا ترجمہ ہمیں پنجابی میں اماں جی کے لئے کرنا ہوگا اس کا بڑا مقصد آپ کا اپنی والدہ محترمہ کا آرام اور دل لگی تھا پھر بہ حیثیت خود باپ ہونے کے اس انتظام میں پوشیدہ دانائی اور حکمت بھی تھی اس بندوبست میں ایک اور ان کا محبوب سبق ہم پر اب روز روشن کی طرح عیاں ہوتا ہے اور وہ یہ کہ دنیا کے کام جس طرح سرانجام پاتے ان میں ایک سلیقہ اور ترتیب پنہاں ہے اگر ہم اپنے بڑھاپے میں اچھے سلوک کی امید رکھتے ہیں تو پھر ہمیں ابھی سے اپنے بزرگوں سے اچھا سلوک کرنا ہوگا جب بھی کبھی ایسا موقعہ پیدا ہو تو بزرگوں سے بہترین سلوک ہمیشہ مدنظر رہے۔

جتنی بار بھی ممکن ہوا یا جتنا زیادہ سے زیادہ ہو سکا آپ اس قاعدہ یا دستور میں استثنٰی بھی پیدا کر دیتے اور وقت نکال کر اماں جی کے ساتھ بیٹھ جاتے بعض دفعہ باتیں کرنے کیلئے یا بعض دفعہ ایک دوسرے کی معیت میں خموشی کی حالت میں وقت گزارتے ہاں بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ ساتھ کے ساتھ ٹیلی ویژن بھی دیکھ لیا آپ اماں جی کو اپنے محبوب مزاحیہ اداکاروں سے بھی متعارف کراتے میں اپنے حافظہ پر زور دے کر اپنی یادداشت کے نہاں خانے سے یہ چیز نکال سکا ہوں کہ آپ صرف خبریں یا مزاحیہ پروگرام ہی دیکھا کرتے تھے خموش فلموں میں ایکٹر جب الٹی سیدھی حرکتیں کرتے خاص طور پر چارلی چپلین Chaplin تو پھر آپ دنیا مافیہا سے بالکل بے خبر ہو جاتے تھے بعض دفعہ آپ پرزور قہقہہ لگاتے کہ دوسرے لوگ بھی بے اختیار ہنسنا شروع کر دیتے اور ہم بچے آپ کو دیکھ کر اس ہنسی میں شامل ہو جاتے اس چیز سے بالکل بے خبر کہ بلیک اینڈ وائٹ ٹیلی ویژن سکرین پر کیا ہنگامہ ہو رہا ہے ہم ایسے پروگراموں کو کبھی بھی ختم نہیں ہو دینا چاہتے تھے کیونکہ پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ٹیلی ویژن بند کر دیا جائیگا اور ہر کوئی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جائیگا۔

Time & tide wait for no man.

بلاشبہ وقت اور مدوجزر کسی کا انتظار نہیں کرتے۔

اچھی گفتگو

ہمارے ابا جان کی اچھی گفتگو میں کبھی کوئی خامی تلاش نہیں کر سکتا تھا آپ اس میں مہارت تامہ رکھتے تھے ہم نے آپ کو کبھی بھی فضول باتوں میں مشغول نہ پایا بلکہ پاکستانی قوم کی ایک قومی عادت جس سے وہ بہت خفا ہوتے تھے وہ گپ شپ ہانکنے کی بری عادت تھی یعنی یار لوگوں کا ہجوم بنا کر بیٹھ جانا اور بیکار اور لغو بے معنی باتوں میں وقت ضائع کرنا۔

جب آپ کسی کے یہاں دعوت پر مدعو ہوتے تو شام کے وقت ان دعوتوں میں غیر ضروری گفتگو میں وقت ضائع کرنا آپ غیر مناسب سمجھتے تھے آپ میزبان سے معذرت کے ساتھ جلد ہی رخصت لے لیتے بلکہ اپنے گھر میں یہ بھی یہی دستور رکھتے اور جلد ہی اپنے ریسرچ کے کام میں مصروف ہو جاتے پھر جب آپ مسجد فضل جاتے اور اس کا مقصد اگر صرف نماز ادا کرنا ہوتا تو پھر آپ بالکل یہی کرتے اگرچہ آپ ایسے مواقع پر اپنے بزرگوں کے احترام میں ان سے جا کر ملاقات کرتے جیسے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔ مگر ملاقات کے فوراً بعد آپ رخصت لے لیتے چاہے اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ اپنے درجنوں مداحوں کو مایوس چھوڑ کر گھر لوٹ آتے۔

مجھے یقین واثق ہے کہ اس کا مقصد پیارے ابی کا یہی ہوتا تھا کہ لوگ ان کے عمل سے سیکھیں اور زندگی کے ہر لمحہ کی وقعت کو جان کر اس کا صحیح مصرف تلاش کر کے باضابطہ دستور والی زندگی گزاریں جس پر موجودہ وقت کا اثر سب سے زیادہ نمایاں اور مؤثر ہوگا نیز یہ بھی کہ لوگ خدائے لم یزل کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے مقاصد کے حصول میں پوری تندہی سے جت جائیں گے۔

الغرض یہ چند اسباق ہیں جو میں نے پیارے ابی سے سیکھے یہ ان کی مختصر روداد ہے بلاشبہ میں نے ان عظیم شخص کی کامیاب زندگی کے مختصر حصہ پر سرسری نظر ڈالنے کی ادنی سی کوشش کی ہے ابی اس بات کے بہت ماہر تھے کہ کس طریق سے وہ لاتعداد حکمت اور دانائی کی باتوں کی طرف دوسروں کی رہنمائی کریں جو زندگی کے ہر حادثہ اور تجربہ میں مضمر ہیں اس سے زیادہ یہ کہ ذاتی طور پر واقف ہو پائیں کہ استعداد کی اہمیت کو خدائے قدوس کے عنایت کردہ ہر قیمتی لمحے سے خود کو محروم کرنا ان کے نزدیک زندگی کے پروسیشن سے علیحدہ ہو جانے کے مترادف تھا جو پوری شان کے ساتھ قدم بڑھاتے مکمل اطاعت سے بسیط اور لامحدود فضا میں عدم کی طرف روانہ ہو رہا ہے مجھے بلاشبہ معلوم ہے کہ وہ سموئیل جانسن کی ایک نظم کی موزونیت جانتے ہوئے اسکی ضرور قدر دانی کرتے جس کا ایک حصہ یہ ہے:

Catch then, O "Catch the Transient hour
Improve each moment as it flied
Life's a short summer, man a flower
He dies - alas. How soon he dies

....

احمدیوں کا دار القضاء

ازمکرم کےاے نذیراحمد صاحب-کالیکٹ (کیرالہ)

سکونِ قلب ایک اندرونی کیفیت ہے جس کو پانے کے لیے ہر کوئی خواہش کرتا ہے۔ حقیقی سکونِ قلب کا اظہار انسان کے کردار سے نمایاں ہوتا ہے۔ اور اس کا اظہار۔ انسان کی آواز، رفتار اور دیگر جسمانی حرکات سے ہوتا ہے۔ یہ درحقیقت ایک آسمانی نعمت ہے جو انسان کے اندر سکونت پذیر رہتی ہے اور ہماری شخصیت کو چوبیس گھنٹے متاثر کرتی ہے۔ جس شخص کو سکونِ قلب حاصل ہوجاتا ہے وہ دنیا کی تکالیف اور دکھوں سے آزاد تو نہیں ہوجاتا مگر ایسا شخص ان تکالیف سے خوب واقف ہوتا ہے اور ان کو نہایت سکون سے قبول کرتا ہے اور ایسے شخص میں بظاہر کوئی جذباتی تغیر نظر نہیں آتا۔

آج کے اس مہذب زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے زیادہ تر حصے دنیاداری میں مشغول ہیں اور اس بناوٹی دور میں لوگوں کے اندر خیر خواہی اور انصاف کا مادہ بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ پس پانی کے دھارے کی طرح ایسے لوگ اس معاشرے میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں ہوتا یا پھر وہ لوگ اِس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ وہ صحیح راستہ پر ہیں یا غلط راستہ پر، انہیں صرف ظاہری کامیابی سے مطلب رہتا ہے۔ ایسے دور میں خالص متقی وہی کہلاتا ہے جو زندگی کے ہر مرحلہ میں اور ہر معاملہ میں اپنے تقویٰ کے معیار کو خالصۃً للہ بچائے رکھتا ہے۔ چاہے وہ دینی معاملہ ہو یا دنیوی معاملہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ تکالیف اور مصائب کے دوران ہی انسان کی صحیح پہچان ہوتی ہے۔ جب کہ انسان کو تمام نیکیوں سے افضل نیکی صبر کے مظاہرے کا موقعہ ملتا ہے۔ سِفلی جذبات کو زیر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ مبارک ہیں وہ جو اس میں کامیاب ہوتے ہیں۔

روزمرہ کی زندگی میں ہمیں کئی قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بعض ایسے مسائل ہوتے ہیں جہاں لڑائی جھگڑے تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور ایسے پیچیدہ مرحلہ میں بھی اگر ہم تقویٰ کی بنیادی اصولوں پر قائم رہیں گے تو قطعی طور پر ہم سے کوئی غیر اسلامی وغیر شرعی فعل سرزد نہیں ہوگا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

آج کے اس مہذب دور میں ایسا ہی ایک پیچیدہ مسئلہ ہے عدالت یا پھر کورٹ کچہری۔ جہاں پر صرف لوگوں کے پیش کردہ شواہد کی بناء پر فیصلے صادر ہوتے ہیں۔ جہاں گواہوں کی خرید کی جاتی ہے اور معاملات بنائے جاتے ہیں۔ جسکے نتیجہ میں بے گناہوں کو سزا ملتی ہے یا پھر انہیں تاریخوں پر تاریخیں دی جاتی ہیں اور اس طرح نتیجۃً اکثر یہی ہوتا ہے کہ گناہ گار بچائے جاتے ہیں اور بے گناہوں کو سزا ملتی ہے۔

گذشتہ دنوں خاکسار حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تقریر جو آپؓ نے ۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا، کا مطالعہ کررہا تھا۔ (یہ تقریر کتابی شکل میں 'انقلابِ حقیقی' کے نام سے موجود ہے) مذکور بالا تقریر کے اواخر میں حضورؓ احمدیوں کے دار القضاء کے موضوع پر جماعت کی رہنمائی فرماتے ہوئے عدالتی معاملات میں احمدیوں کے کردار کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

<u>احمدیوں کا دار القضاء</u>

"پانچویں بات جس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ سوائے اُن مقدمات کے جن کو عدالت میں لے جانے کی مجبوری ہو اور جن کے متعلق قانون یہ کہتا ہو کہ انہیں عدالت میں لے جاؤ۔ ہمارا کوئی جھگڑا عدالت میں نہیں جانا چاہیے۔ اور ان جھگڑوں کا شریعت کے ماتحت فیصلہ کرانا چاہیے۔ اور کوئی شخص اس حکم کو نہ مانے تو جماعت کو چاہیے کہ اسے سزا دے تا کہ اس کی اصلاح ہو۔ اور اگر وہ سزا برداشت کرنے کے لیے تیار نہ ہو تو اُسے الگ کردیا جائے۔ اس وقت صرف قادیان میں اس بات پر عمل ہوتا ہے مگر میں اب چاہتا ہوں کہ ہر جماعت میں پنچائتی بورڈ بن جائیں۔ جو معاملات کا تصفیہ کیا کریں پس ہر احمدی کو اپنے دل میں یہ اقرار کرنا چاہیے کہ آئندہ وہ اپنا کوئی مقدمہ جس کے متعلق گورنمنٹ مجبور نہیں کرتی کہ اُسے انگریزی عدالت میں لے جایا جائے عدالت میں نہیں لیجائے گا۔ بلکہ اپنے عدالتی بورڈ اور اپنے قاضی سے شریعت کے مطابق اس کا فیصلہ کرائے گا۔ اور جو بھی وہ فیصلہ کرے گا اُسے شرح صدر کے ساتھ قبول کرے گا۔ اور گو اس حکم پر عمل کرانے سے جماعت کا ایک حصہ ضائع ہوجائے تو بھی اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔

دیکھو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ وحی نازل ہوئی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (مائدہ رکوع ۱) تو رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک سواری پر کھڑے ہو کر یہ وحی الٰہی سنائی اور فرمایا یہ خدا کی آخری امانت تھی جو میں نے تم تک پہنچا دی۔ پھر آپؐ نے فرمایا ھَلْ بَلَّغْتُ! کیا خدا کا یہ پیغام میں نے تمہیں پہنچا دیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی بَلَّغْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اے خدا کے رسول آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا میں اپنی امانت سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ میں بھی آج اُس امانت سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے سپُرد کی گئی تھی۔ سبکدوش ہوتا ہوں۔ کیونکہ میں نے آپ لوگوں کو بتا دیا ہے کہ خدا نے جو تمہیں شریعت دی ہے وہ صرف لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے تک محدود نہیں بلکہ وہ مذہب اور اقتصاد اور سیاست اور معاشرت اور اخلاق اور تمدّن اور تہذیب اور دوسری باتوں پر حاوی ہے۔ اب یہ علماء کا کام ہے کہ وہ قرآن اور احادیث سے ان مسائل کو نکالیں اور دنیا کے سامنے انہیں کھول کر رکھ دیں پس ہر علم کے متعلق کتابیں لکھی جائیں اور بہت جلد لکھی جائیں تا لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ بلکہ بعض کتابیں سوال و جواب کے رنگ میں لکھی جائیں۔ جیسے پُرانے زمانہ میں پنجاب کے بعض علماء نے پکی روٹی اور مٹھی روٹی وغیرہ کتب لکھیں۔ تا جماعت کا ہر شخص ان کو اچھی طرح ذہن نشین کر لے اور پھر اس کے بعد جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے۔

بیشک آج ہم وہ کام نہیں کر سکتے جو حکومت اور بادشاہت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ مگر وہ باتیں جو ہمارے اختیار میں ہیں اُن پر آج سے ہی عمل شروع ہو جانا چاہیے۔ اور پھر آئندہ قریب زمانہ میں جُوں جُوں شریعت کے احکام تفصیل سے لکھے جائیں اُن تمام احکام کو عملی رنگ دیتے چلے جانا چاہیئے۔ اور جماعت ان کو یاد کرتی چلی جائے تا یہ نہ ہو کہ وہ صرف چندہ دے کر یہ سمجھ لے کہ اس کا کام ختم ہو گیا۔ بلکہ اسلام کے تمام احکام کو عملی رنگ دیتے چلے جانا چاہیئے۔ اور جماعت ان کو یاد کرتی چلی جائے تا یہ نہ ہو کہ وہ صرف چندہ دے کر یہ سمجھ لے کہ اس کا کام ختم ہو گیا۔ بلکہ اسلام کے تمام احکام پر عمل اس کی غذا ہو اور سنّت و شریعت کا اِحیاء اس کا شغل ہو۔ یہانتک کہ دنیا تسلیم کرے کہ سوائے اُس حصہ کے جو خدا تعالیٰ نے چھین کر انگریزوں کو دے دیا ہے باقی تمام امور میں جماعت احمدیہ نے فی الواقعہ ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین بنا دی ہے۔ اور ہم میں سے ہر شخص جہاں بھی پھر رہا ہو دُنیا اسے دیکھ کر یہ نہ سمجھے کہ یہ بیسویں صدی میں انگریزوں کے پیچھے پھرنے اور مغربیت کی تقلید کرنے والا ایک شخص ہے۔ بلکہ یہ سمجھے کہ یہ آج سے تیرہ سو سال پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ کی گلیوں میں پھر رہا ہے۔ اے دوستو! میں نے خدا تعالیٰ کا حکم آپ لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت کا سوال کوئی معمولی سوال نہیں۔ آپ لوگوں نے اقرار کیا ہے کہ آپ ہر تکلیف اور ہر مصیبت اٹھا کر بھی اسلام کے احکام پر عمل کریں گے اور اس تمدّن کو قائم کریں گے جس تمدّن کو قائم کرنے کا اسلام نے حکم دیا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگوں میں سے ہر ایک اپنے عہد پر مضبوطی سے قائم رہیگا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان باتوں پر فوراً عمل کرنا شروع کر دے گا۔ جن پر عمل کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ یہانتک کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ احمدی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اُن کا مُنہ تمہارا عملی نمونہ دیکھ کر بند ہو جائے اور تم یہ دعویٰ کر سکو گے کہ اگر ہم ہتک کرتے ہیں تو دیکھو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کن میں زندہ ہیں اور ہر شخص اقرار کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احمدیوں کے وجود میں زندہ ہیں۔"

(انقلابِ حقیقی صفحہ ۱۲۸-۱۲۹-۱۳۰)

Love For All Hatred For None

M C Mohammad
Prop. (Kodiyathoor)

Subaida Timber

Dealers in
Teak Timber, Timber Log, Teak Poles & Sizes Timber Merchants

Chandakkadave, P/O. Peroke
Kerala-673631
Phone: 0495- 2403119 (O)
2402770 (R)

صوبہ کیرالہ کے دو بزرگ علماء کا ذکرِ خیر

محترم مولانا محمد ابوالوفاء صاحب درویش

(نصف صدی سے زائد عرصہ تک جنوبی ہند میں بالخصوص صوبہ کیرالہ میں عظیم الشان خدمات بجالانے والے دو بزرگ علماء محترم مولانا محمد ابوالوفاء صاحب اور محترم کے محمد علوی صاحب ہم سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن ان کی یادیں ہمیشہ زندہ جاوید رہیں گی۔ان کے ذریعہ قائم کی گئی درجنوں جماعتیں اوران کے ذریعہ تربیت یافتہ ہزاروں افرادان کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ان کی مخلصانہ خدمات کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہے گا اور ہزاروں مخلصین کے دلوں سے اٹھنے والی دعائیں ان کے مراتب کو مزید بڑھانے میں لازماً ممد ثابت ہوں گی۔ان شاءاللہ (ادارہ)

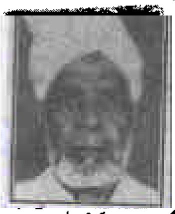

محترم مولانا کے محمد علوی صاحب

زین الدین حامد

محترم مولانا محمد ابوالوفاء صاحب درویش مبلغ انچارج کیرالہ

محترم مولانا محمد ابوالوفاء صاحب درویش مبلغ انچارج کیرالہ مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۲۰۰۲ء کو کالیکٹ کیرالہ میں بعمر ۸۴ سال اپنے مولائے حقیقی سے جاملے۔انا للہ و انا الیہ راجعون

۱۰رجنوری ۱۹۱۸ء کو کیرالہ کے ایک معروف سنّی عالم موسیٰ مسلیار کے گھرانہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ کے نانا جان حسن حاجی مسلیار بھی اُس وقت کے معروف علماء میں سے تھے۔بچپن سے ہی آپ کی نہایت دیندار ماحول میں پرورش ہوئی۔قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں گہری واقفیت کے نتیجہ میں آپ کی نیک شہرت چاروں طرف پھیل چکی تھی۔جب آپ کی عمر ۲۴ سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبول حق کی سعادت سے نوازا۔انتہائی متواضع، منکسر المزاج، صاف گو، وسیع ظرف انسان تھے۔مذہبی رواداری، غیرت دینی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ہمیشہ جماعتی مفاد کو مقدم رکھتے تھے۔تبلیغ و دعوت الی اللہ میں اسقدر لگن کے ساتھ آپ نے انتھک محنت کی کہ آپ کے ذریعہ درجنوں جماعتیں قائم ہوئیں۔مقرر، مباحث، مناظر، مباہل، مترجم، مضمون نگار، صحافی، قاضی سلسلہ کی حیثیت سے آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔تقسیم ملک کے وقت آپ قادیان میں مقیم تھے آپ کو ۳۱۳ درویشان میں شمولیت کی بھی توفیق ملی۔

۱۹۸۹ء میں کوڈیاتھور میں ہوئے مباہلہ کی حضور انور کی اجازت سے قیادت کی آپکو توفیق ملی۔آپ دعا گو،نہایت پابندی کے ساتھ نماز تہجد ادا کرنے والے بزرگ تھے۔درس قرآن اور حدیث میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔

محترم مولانا ابولوفاء صاحب کی شادی محترم مولانا عبداللہ صاحب مرحوم کی بیٹی زبیدہ سے ہوئی تھی جسمیں آپ کے تین بیٹے دو بیٹیاں ہیں۔تینوں بیٹے مکرم رفیق احمد صاحب مکرم شفیق احمد صاحب اور مکرم وسیم احمد صاحب UAE میں برسرروزگار ہیں اور جماعتی خدمات بھی بجالا رہے ہیں۔مکرم رفیق احمد صاحب 'العین' جماعت میں بطور نائب امیر خدمت بجالا رہے ہیں۔

خاکسار کی مرحوم سے پہلی مرتبہ ملاقات سن ۱۹۸۰ء میں ہوئی تھی۔اس وقت میں احمدی نہیں تھا۔ جماعت کے بارے میں تحقیق اور مطالعہ میں مصروف تھا۔ مولوی صاحب چونکہ نبض شناس تھے آپ نے مجھے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ ...... مطالعہ کے لیے دیا۔مَیں نے اپنے بعض عربی دان دوستوں کی مدد سے اُس کا مطالعہ کیا۔ دیگر تمام دلائل کے مقابل پر یہ دلیل یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے غیر معمولی عشق زیادہ وزنی معلوم ہوئی۔مَیں نے اپنی تحقیق اپنے نہایت پیارے مخلص دینی بھائی مکرم مدار عبد الشکور صاحب کے تعاون سے جاری رکھی۔اس دَوران مکرم مولوی صاحب سے متعدد مرتبہ ملاقاتیں ہوئیں۔مَیں آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر تھا۔ میرے تمام سوالات کا نہایت محبت کے ساتھ دلنشیں انداز میں جوابات دیتے رہے۔ بالآخر وہ مبارک جمعہ بھی آیا جب مَیں نے بفضلہٖ تعالیٰ محترم مولانا صاحب مرحوم کے ذریعہ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کا شرف پایا۔الحمدللہ علےٰ ذلک

بیعت کے بعد کم و بیش ایک مہینہ مَیں مولوی صاحب کی صحبت سے فیضیاب ہوتا رہا۔آپ نے اپنے خاندان کے ایک فرد کی طرح میرے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا سلوک فرمایا۔ضروری مشوروں سے نوازتے، مالی تعاون بھی فرماتے۔ایک دفعہ کی بات ہے کہ مَیں کالیکٹ مسجد میں تھا۔دوپہر کے کھانے کے لیے مولوی صاحب مجھے لے کر قریب کے Bombay Hotel میں تشریف لے گئے۔اکٹھے کھانا تناول کیا۔مولوی صاحب کی میرے ساتھ اس قدر پدرانہ شفقت اور محبت کو دیکھ کر ہوٹل کے مالک نے استفسار کیا کہ مولوی صاحب یہ آپ کے بیٹے ہیں؟ مولوی صاحب نے بڑے ہی اطمینان سے جواب دیا ''بیٹا تو نہیں مگر میں ان سے بیٹے جیسی ہی

محبت کرتا ہوں"۔ دیکھیں کس قدر حقائق پرمبنی جواب تھا۔ کوئی تکلف نہیں، کوئی بناوٹ نہیں۔ یہ واقعہ دراصل نومبائعین کے لیے آپ کے دل میں جو محبت کے جذبات موجزن تھے، اُس کا آئینہ دار ہے۔

خاکسار کی قادیان میں جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے دوران مولوی صاحب موصوف مسلسل میری راہنمائی فرماتے رہے۔ واقعی آپ مجھ ناچیز کو والد مشفق جیسی شفقت اور محبت سے ہمیشہ نوازتے رہے۔ جب مَیں جامعۃ الاردنیہ (University of Jordan) میں زیرِ تعلیم تھا، آپ سے مسلسل رابطہ رہا۔ جب مَیں پہلی مرتبہ اپنی اہلیہ اور دونوں بچوں کو لے کر اپنے آبائی وطن گیا تو چونکہ احمدی ہونے کی وجہ سے اپنے رشتہ داروں اور اقرباء کی طرف سے کوکوئی تعاون حاصل نہیں ہوا لیکن مولوی صاحب نے اپنی کمال فیاضی سے اس کمی کو بھی پورا کیا اور اپنے گھر میں ہمارے لیے ایک شاندار دعوت کا اہتمام فرمایا۔ الغرض محترم مولوی صاحب کی یاد ہمیشہ میری راہنما بن کر مجھے علم و عمل میں آگے بڑھنے کی تلقین کرتی رہے گی۔

آپ ۹/۱ کے موصی تھے۔ آپ کا تابوت ۱۵ را کتوبر ۲۰۰۲ء کو قادیان میں لایا گیا اور محترم مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی امامت میں دوبارہ جنازہ ادا کیا گیا بعد ازاں بہشتی مقبرہ میں قطعہ درویشان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آپ کی اولاد اور ہم سب کو آپکے نیک نمونہ کو زندہ کرنے اور خدمتِ دین میں مستعدی کے ساتھ آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم مولانا محمد علوی صاحب مبلغ سلسلہ کیرالہ مرحوم

محترم مولانا کے محمد علوی صاحب مبلغ سلسلہ کیرالہ مورخہ ۲۳ر جولائی ۲۰۰۳ء کو اپنے آبائی گھر Alanllur کیرالہ میں بعمر ۸۵ سال اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

سن ۱۹۱۸ء کو ضلع پالکھاٹ کیرالہ میں ایک کسان فیملی میں آپ پیدا ہوئے۔ ننھال ایک قاضی فیملی سے تعلق رکھتا ہے۔

۔ اپنے عالم والد سے آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف دینی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے ایک استاد سے بعض سوالات کیے جس پر استاد نے جواب دیا کہ اس کے جواب تو امام مہدی علیہ السلام ہی دے سکتے ہیں۔ دیں گے۔ اس جواب نے بعد میں امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں تحقیق کرنے کی آپ کو ترغیب دی 1946ء کو آپ نے قبول حق کی سعادت پائی۔ قبول حق کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ابھی تحقیق حق میں مصروف تھے۔ بیعت کی اہمیت پر بھی دوستوں کے ساتھ گفتگو ہوتی تھی لیکن ابھی باقاعدہ بیعت نہیں کی تھی۔ ایک دن جب آپ گھر گئے اور قرآن مجید کا مطالعہ شروع کیا تو سب سے پہلی آیت جس پر آپ کی نظر پڑی وہ بیعت کے بارے میں تھی۔ پھر کیا تھا آپ کے دل میں بیعت کرنے کا ایک غیر معمولی جوش اور تڑپ پیدا ہوئی اور بلا تاخیر آپ تقریباً ۹۰ کلومیٹر پیدل چلکر کالیکٹ پہنچے اور بیعت کی خواہش کی۔ اسپر جماعت سیکرٹری مکرم عثمان کویا صاحب کی ہدایت پر مکرم علی کئی صاحب نے آپ سے بیعت فارم پر کروایا۔ یہ واقعہ تقریباً 1949ء کا ہے قبول حق کے نتیجہ میں آپ کو شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کو احمدیت سے منحرف کرنے کی مختلف ذرائع سے کوشش کی گئی لیکن آپ حق و صداقت کے راستہ میں مضبوط چٹان بن کر ڈٹے رہے اور آپ کو یہاں تک دھمکی دی گئی کہ اگر احمدیت سے توبہ نہیں کی تو ذبح کر دیا جائے گا۔ آپ کمال توکل علی اللہ اور ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ایمان پر قائم رہے۔ آپ ایک صاحب رؤیا بزرگ تھے۔ علم تعبیر رؤیا میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ کے ذریعہ سے روحانی زندگی پائی۔ اُن میں سے ایک قابل ذکر وجود محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب الپی ہیں جو ماشاءاللہ ایک کامیاب مبلغ کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہے ہیں۔

محترم مولوی صاحب کے خاندان میں درجنوں داعیین الی اللہ اور مبلغین و معلمین ہیں جو مختلف رنگ میں جماعت کی بے لوث خدمات بجا لا رہے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ آپ نے اپنی ساری اولاد کو خدمت دین کے لیے وقف کیا۔ آپ کے صاحبزادے محترم مولوی کے محمود احمد صاحب مبلغ کی حیثیت سے نمایاں خدمات بجا لا رہے ہیں۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم کے محمد سلیم صاحب بطور معلم سلسلہ کی خدمت میں مصروف ہیں۔ جب کہ پانچوں بیٹیاں واقفینِ زندگی سے بیاہی گئی ہیں۔ مکرم مولوی شوکت علی صاحب، مکرم مولوی سی جی جمال الدین صاحب، مکرم مولوی علی کنجو صاحب، مکرم مولوی ایچ شمس الدین صاحب اور مکرم مولوی ایس ایم بشیر الدین صاحب آپ کے داماد ہیں جو مختلف رنگ میں جماعتی خدمات مصروف ہیں۔

غرض آپ کی ساری اولاد جماعتی خدمات کے میدان میں آپ کے ذکرِ خیر کو ہمیشہ زندہ تابندہ کرتی چلی جائے گی۔ ان شاءاللہ

اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور آپ کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قائدین مجالس و ناظمین اطفال

خصوصی سرکلر

از دفتر مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعتی تربیت کے لیے اِسے مختلف ذیلی تنظیموں میں منقسم فرمایا۔ انہیں تنظیموں میں سے ایک اہم تنظیم مجلس اطفال الاحمدیہ ہے جس کا رکن ہر سات سال سے پندرہ سال کا احمدی بچہ ہوتا ہے۔

یہ تنظیم اسی غرض سے قائم کی گئی ہے بچپن سے احمدی بچوں کی تعلیم و تربیت کا ایسا پروگرام تشکیل دیا جائے جس کے ذریعہ ان میں نیک اخلاق پیدا کر کے انمیں اعلیٰ اسلامی اقدار استوار کی جاسکے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/دسمبر ۲۰۰۳ء میں جملہ عہدیدران اپنے اپنے شعبہ جات میں دلجمعی کے ساتھ کام کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ نیز بالخصوص ذیلی تنظیموں کو فعال ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔

لہٰذا اس سلسلہ میں آپ سے چند گزارشات ہیں:-

۱)- آپ اپنی مجلس میں اطفال کی تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھیں۔ نیز جملہ اطفال کا جائزہ لے کر ایک ریکارڈ تیار کریں جس میں ان کی تعلیم کا ذکر ہو۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے مذکورہ خطبہ جمعہ میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہر احمدی بچہ کم از کم higher secondery (10+2) تک تعلیم یافتہ ہو۔ لہٰذا ہر قائد مجلس اس بات کا جائزہ لے کہ جماعت کا کوئی بھی طفل اس سے پہلے تعلیم نہ چھوڑے۔

۲)- تربیتی کلاسز کا انعقاد کریں جن میں بچوں کی معاشرتی حالت کے مناسب حال تربیت کی جائے۔ نیز باقاعدگی سے ہر مہینہ میں کم از کم دو تربیتی اجلاسات کا انعقاد کریں۔ جن میں اساتذہ و دیگر بزرگان و مربیان کرام سے تربیتی عناوین پر تقاریر کرائی جائیں۔

۳)- ہر قائد مجلس و ناظم اطفال اور دیگر عہدیداران اس بات کا تفصیلی جائزہ لیں کہ ہر بچہ پنج وقتہ نماز باجماعت کی باقاعدگی سے پابندی کرتا ہو۔ اسی طرح اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہر بچہ ناظرہ قرآن پڑھتا ہو اور اگر وہ ناظرہ قرآن پڑھ چکا ہو تو باترجمہ قرآن پڑھ رہا ہو۔ اسی طرح ہر بچہ کو کم از کم نماز سادہ یا باترجمہ آنی چاہیے۔ اس سلسلے میں تعلیمی کلاسز ضرور لگائی جائیں۔

۴)- ہر قائد مجلس اپنی مجلس میں اس امر کو یقینی بنائے کہ اس کی مجلس کا ہر طفل کم از کم حضور انور کا خطبہ جمعہ ضرور سنتا ہو۔ اس کے لیے عہدیدارن خطبہ جمعہ کے دوران جائزہ لیتے رہیں۔ نیز ہر طفل پیارے آقا کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل و احسان ہے اس نے اپنے دین کی خدمت کے لیے ہمیں چنا ہے۔ اگر ہم اپنے فرائض کی انجام دہی میں کسی قسم کی سستی یا لاپرواہی سے کام لیتے ہیں تو ہم اس کے لیے اپنے پروردگار کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ لہٰذا آئیں کہ ہم اپنی جملہ ذمہ داریوں کو ذوق و شوق سے ادا کریں اور اس کے دین کے انصار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق و سعادت عطا فرمائے۔

مجلس عاملہ

مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے سال ۲۰۰۳-۰۴ء کے لیے مندرجہ ذیل مجلس عاملہ مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کی منظوری مرحمت فرمائی ہے:

۱۔ نائب مہتمم اطفال	مکرم صمد احمد صاحب غوری
۲۔ سیکریٹری عمومی	مکرم پرویز احمد صاحب ملک
۳۔ سیکریٹری تعلیم و تربیت	مکرم مامون رشید صاحب تبریز
۴۔ سیکریٹری اشاعت	مکرم لقمان قادر صاحب بھٹی
۵۔ سیکریٹری خدمت خلق و صحت جسمانی	مکرم رفیق احمد صاحب قمر
۶۔ سیکریٹری مال	مکرم طیب احمد صاحب خادم
۷۔ سیکریٹری وقف جدید	مکرم محمد ظفر احمد صاحب
۹۔ سیکریٹری وقار عمل	مکرم سید نعیم احمد صاحب کاشف
۱۰۔ انچارج کیرلہ سیکشن	مکرم کے۔ راشد احمد صاحب
۱۱۔ انچارج اڑیسہ سیکشن	مکرم نوید الفتح صاحب
۱۲۔ انچارج ہندی سیکشن	مکرم محمد ابراہیم صاحب

از مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

اعلانات دعا

☆مکرم مختار احمد صاحب محمود بڈھانوں راجوری نرینہ اولاد حاصل ہونے، اہلیہ، والدین اور بہن بھائیوں کی صحت وسلامتی، دینی ودنیوی ترقیا، مشکلات سے رُستگاری، دنیوی حسنات کے لیے اور شریروں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے احباب سے دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔

☆مکرم جلال الدین صاحب پڈر ناصرآباد (کشمیر) تمام احباب جماعت کی خدمت میں محبت بھرا سلام عرض کرتے ہوئے والدہ ماجدہ کی صحت وسلامتی، درازی عمر نیز اپنے اہل وعیال کی دینی ودنیاوی ترقی کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں۔

(مکرم منظور احمد صاحب گنائی ریشی نگر کشمیر)

☆خاکسار کی بیٹی عزیزہ نصرت جہاں قانتہ اہلیہ مکرم محمد شوکت اللہ صاحب جینا یادگیر کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 4-12-03 کو دوسری لڑکی سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔ نومولودہ کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 'فضا شوکت' تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں نومولودہ کی صحت وسلامتی درازی عمر اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (مظفر احمد صاحب فضل از قادیان)

☆مورخہ 24-12-02 کو مکرم حافظ سید رسول صاحب نیاز آندھرا پردیش کو اللہ تعالیٰ نے پہلی لڑکی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت بچی کا نام 'سیدہ امۃ النور' تجویز فرمایا۔ عزیزہ مکرم محمد حسین صاحب ورنگل کی پوتی اور مکرم محمد عبد الرؤف صاحب بیجاپور کی نواسی ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں بچی کی صحت وسلامتی درازی عمر اور خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعانت مشکوٰۃ -/200 روپے (محترم بشیر الدین صاحب صوبائی امیر آندھرا پردیش)

دعائے مغفرت

مورخہ 3-11-03 بروز سوموار مکرم غلام رسول صاحب شیخ ساکن ماندوجن کشمیر بعمر 110 سال اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم علاقہ کے سب سے معمر بزرگ تھے اور آخر عمر تک فعال چاک وچوبند اور باحوش وحواس رہے۔ مرحوم ماندوجن کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے، خلافت ثانیہ کے آغاز میں ہی اپنے والد محترم کے ساتھ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور آخری سانس تک ایفائے عہد پر قائم رہے۔ قارئین مشکوٰۃ سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(مکرم سید ناصر احمد صاحب ندیم ناصرآباد، کشمیر)

هذا من فضل ربی

KA Nazeer Ahmad
Mobile : 98471-87026
Phone: 0495-2405834 (Res.)
0495-2702163 (off.)

Wholesale and Retail Sellers

All Kinds of Belts, School Bags & Caps, Chappals

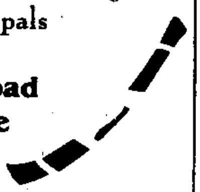

13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

Apsara Belt Corner

Janic Eximp

Manufacturers, Exporters & Importers Of All Kinds of Fashion Leather

16-D, Topla 2nd Lane, Kolkata-39
Phone 91-33-3440150
Mobile 09831075426
Fax 91-33-3440150
E-mail: janiceximp@usa.net

بکھرے موتی

- جو دوسروں کے مال پر نظر رکھے وہ فقیر ہے۔
- غریبوں کی مدد کرنا ساری عبادت کرنے سے بہتر ہے۔
- بوڑھے کی رائے جوان کی قوت اور زور سے بہتر ہے۔
- جو شخص اپنے ہر کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں فتور آ جاتا ہے۔
- عقل مند آدمی اپنی تکالیف کا رونا نہیں روتا بلکہ بخوشی ان کے تدارک میں مصروف رہتا ہے۔
- انسان اگر کچھ سیکھنا چاہتا ہے تو اس کی ہر غلطی اسے کچھ نہ کچھ سکھا دیتی ہے۔

سنہری اقوال

- تمام دنیا سے چھپ جانا ممکن ہے لیکن خدا سے چھپنا ممکن نہیں۔
- جس چیز میں دنیا بھر کے فائدے ہوں مگر خدا ناراض ہو اس چیز سے بچیں۔
- خدا کے دشمنوں سے الفت کرنا، خدا کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔
- خوشی کے پھول کو زیادہ نہ سونگھو کہیں اس سے غموں کا رس نہ ٹپکنے لگے۔
- محنتی کے سامنے پہاڑ کنکر اور بیکار کے سامنے کنکر پہاڑ ہوتا ہے۔
- جو رزق حلال نہیں کھاتا اس کی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہوتی۔
- مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے۔
- اپنے لیے سہارا مت ڈھونڈو بلکہ دوسروں کے لیے سہارا بن جاؤ۔

حکمت

- تقویٰ احسن لباس ہے۔
- آدمی کا بھروسہ خدا پر ہونا چاہیے۔
- زندگی بسر کرنے کا اعلیٰ طریق خوشی ہے۔
- علم انمول خزانہ ہے۔
- سب سے زیادہ خوشی قناعت سے ملتی ہے۔
- بلند ہمت غربت میں بھی خوش رہتا ہے۔

سب سے عظیم !

قوت	اللہ تعالیٰ
شخصیت	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دین	اسلام
کتاب	قرآن مجید
اجتماع	حج
دعوت	اذان
عبادت	نماز
زبان	عربی
عمل	صالح

ت سے !!

اردو حروفِ "تہجی" کا چوتھا حرف "ت" سر پر "تمکنت" کا "تاج" سجائے اور "تکبر" کی چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ "ت" کسی کی "توہین" کرتا ہے تو "تعظیم" بھی اسی کے ذمے ہے۔ "ت" کا "تأثر" مجموعی طور پر "تابناک" ہے۔ نغمات کے "ترنم" اور "تقدس" کی "تشکیل" کرتا ہے۔ "ت" سے "تعلیم" بھی بنتی ہے جو "تربیت" ہے، "تجلی" ہے۔ انسانیت کی "تشکیلِ نو" ہے۔ "تاروں" کی "تمکنت" ہے۔ "تعلیم" اپنے آپ کو "تلاش" کرنے میں "تگ و دو" ہے۔ اِسی کے "توسط" سے آدمی انسان بنتا ہے۔

"ت" کسی "تعریف" اور "تذلیل" کا ذمہ دار ہے۔ کسی کو "تکلیف" دیتا ہے تو "تسکین" سے بھی نوازتا ہے۔ "ت" "توہم پرستوں" کو "تنبیہ" بھی کرتا ہے "تاکہ" وہ ایسی باتوں سے "تعلق" توڑ لیں اور "توحید" کے ساتھ "تجدیدِ وفا" کرلیں۔ "ت" "تمنا" ہے، کسی کے ارمانوں کی "تصویر" ہے، اس میں "تپش" ہے، "تازگی" ہے، "تکبر" ہے "تردد" ہے۔

"تلخ" اور "ترش" "انداز" "تکلم" سے پرہیز کرنا چاہیے۔ "تکرار" کرنا بھی بری عادت ہے۔ کچھ مواقع پر "ت" کو "تابندگی" حاصل ہے لیکن کچھ مواقع پر یہ "تنہا تنہا" ہو جاتا ہے اس لیے "تھکاوٹ" محسوس کرتا ہے اور اسی "تھکن" کے عالم میں سفر "تمام" کر دیتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان تمبر اکتوبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۴۰)

مسکراہٹ

- مسکراہٹ زندگی کا دوسرا نام ہے۔
- مسکراہٹ دوستی کی کنجی ہے۔
- مسکراہٹ مایوسی کے تاریک بادلوں میں اُمید کی کرن ہے۔
- مسکراہٹ دوستوں کی پہچان ہے۔
- مسکراہٹ ایک تحفہ ہے جسے غریب انسان بھی پیش کر سکتا ہے۔
- مسکراہٹ خلوص کا اظہار ہے۔
- مسکراہٹ ایک ایسی طاقت ہے جو پتھر سے پتھر دل کو بھی موم کر دیتی ہے۔

جواہر پارے

- اگر تم کسی کو دوست بنانا چاہتے ہو تو اپنے دل میں ایک خوبصورت سی قبر بنالو تا کہ اس میں تم اپنے دوست کی بُرائیاں دفن کر سکو۔
- لوہے کی مضبوط دیوار گرائی جا سکتی ہے لیکن بلند کردار کی تسخیر ممکن نہیں ہے۔
- روشنی سے آنکھیں چار کرنے کے لیے پھول ہمیشہ اُوپر کی جانب نظر رکھتا ہے۔ اپنے سائے کو نہیں دیکھتا۔ یہ وہ نکتہ ہے جو انسان نہیں سمجھتا۔

- گناہوں پر نادم ہونا اُن کو مٹا دیتا ہے۔ نیکیوں پر مغرور ہونا ان کو برباد کر دیتا ہے۔
- کسی کے آنسوؤں کو زمین پر گرنے سے پہلے اپنے دامن میں جذب کرلو کہ یہی انسانیت ہے۔
- انسان خود عظیم نہیں ہوتا بلکہ اس کا کردار اس کو عظیم بناتا ہے۔
- بعض اوقات ایک لمحے کے لیے اپنے گریباں میں مُنہ ڈال لینا زندگی بھر کے تجربے سے بہتر ہے۔

علم

- -علم دین کے لیے ہو یا دُنیا کا قلب و روح کے لیے باعثِ تسکین ہوتا ہے۔
- -علم ایک ایسا پھول ہے جو فرسودہ ہو کر بھی خوشبو دیتا ہے۔
- -علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو علم دانوں کی قدر کرو۔
- -علم تلوار سے زیادہ طاقتور ہے۔
- -علم سے انکسار اور دولت سے غرور پیدا ہوتا ہے۔
- -علم وہ دولت ہے جس کو زوال نہیں۔
- -علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔
- -علم ایک خدائی عطیہ ہے۔
- -علم ہر صورت میں نفع بخش ہے۔
- -علم حاصل کرنا عبادت ہے۔
- -علم کائنات کی تسخیر کا ذریعہ ہے۔
- -علم طلب کرنے والا جنت کے باغوں میں جائے گا۔
- -علم ایک نور ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اس کی روشنی ہر ایک پہنچائیں۔
- -دولت سے دل و دماغ پر سیاہی چھا جاتی ہے لیکن علم اس کو صاف کر دیتا ہے۔
- -علم انبیاء کا ورثہ ہے اور دولت فرعون کا۔

اقوالِ زرّیں

- -ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے ساتھ پیش آؤ کہ کیا خبر کس بھیس میں خدا مل جائے۔
- -اللہ تعالیٰ کو زبان کی سختی پسند نہیں۔
- -دوست سائے کی مانند ہوتا ہے۔ جو روشنی میں ساتھ رہتا ہے لیکن اندھیرے میں ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

نماز

(انتخاب از کلام حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب)

منکر و فحشاء سے انساں کو بچاتی ہے نماز
رحمتیں اور برکتیں ہمراہ لاتی ہے نماز

ابتداء سے انتہاء تک ہے سراسر یہ ذِکر
آدمی کو حق تعالیٰ سے ملاتی ہے نماز

پاکبازی اور طہارت وقت کی پابندیاں
قدردانوں کو سبق ایسے پڑھاتی ہے نماز

زندگی ہے نخلِ ایماں کی یہی آبِ حیات
موت ہے ضائع اگر کوئی بھی جاتی ہے نماز

اے خدا ہم کو عطا کر اور ہماری نسل کو
نعمتیں اور بخششیں جو جو بھی لاتی ہے نماز

بہترین اصول

جھکو ---------- وقار کے ساتھ
مقابلہ کرو ------ احتیاط کے ساتھ
عبادت کرو ------ محبت کے ساتھ
سنو ---------- توجہ کے ساتھ
دیکھو -------- دلچسپی کے ساتھ
انتظار کرو ------- صبر کے ساتھ
تمنا کرو ------- استحقاق کے ساتھ
سفر کرو -------- بے خوفی کے ساتھ
جیو --------- حوصلے کے ساتھ
منصوبہ بناؤ ------ فراست کے ساتھ

یاد رکھو

- -آپس میں ہدیہ دینے کے رواج سے محبت بڑھتی ہے۔
- -زندگی میں ناکامی سے مت گھبراؤ۔ کیونکہ یہ عروج کی پہلی سیڑھی ہے۔
- -ماں کی ناراضگی خدا سے ناراضگی ہے۔
- -ماں خدا کا حسین تحفہ ہے۔
- -اگر پھولوں کی تمنا ہو تو کانٹوں پر زخم بھی برداشت کرنا پڑتا ہے۔

تصاویر واقفین و واقفات نو بھارت

وقف نو کی عظیم الشان اور مبارک تحریک میں شامل بچوں اور بچیوں کی تصاویر کی آٹھویں قسط شائع کی جا رہی ہے۔ جن وقف نو بچوں اور بچیوں کی تصویر شائع نہیں ہوئی ہے ان کے والدین توجہ دیں اور وہ اولین فرصت میں ہی شعبہ وقف نو تحریک جدید قادیان میں ان کی فوٹو بھجوائیں۔ فوٹو کی پشت پر بچہ کا نام، حوالہ نمبر، والد کا نام اور جگہ خوش خط قلم سے درج کریں۔ فوٹو پاسپورٹ سائز کی بلیک اینڈ وائٹ ہو۔

(نیشنل سیکریٹری وقف نو بھارت)

حوالہ 3638-A

حوالہ 13158-A

حوالہ 5378-B

P.H.
حوالہ 10167-A

P.H.
حوالہ 10167-A

P.H.
حوالہ 10167-A

حوالہ 3639-A

حوالہ 1642-B

حوالہ 1642-B

حوالہ 1642-B

حوالہ 11304

حوالہ 11304-A

حوالہ 2206-B

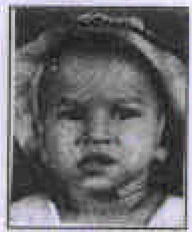
حوالہ 4527-B

حوالہ 7289-B

[illegible]
حوالہ 604-A
[illegible]

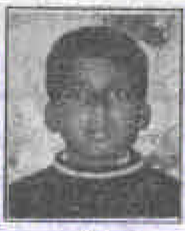

[illegible]
حوالہ 3202-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 4631-A
[illegible]

[illegible]
حوالہ 9413-B
[illegible]

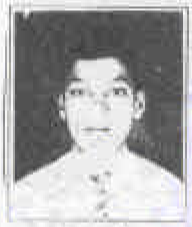

[illegible]
حوالہ 1425-C
[illegible]

[illegible]
حوالہ 672-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 9319-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 10634-A
[illegible]

[illegible]
حوالہ 10634-A
[illegible]

[illegible]
حوالہ 2206-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 5942-A
[illegible]

[illegible]
حوالہ 4622-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 4622-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 8526-A
[illegible]

[illegible]
حوالہ 8526-A
[illegible]

[illegible]
حوالہ 5592-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 5622-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 11293-A
[illegible]

[illegible]
حوالہ 7826-B
[illegible]

[illegible]
حوالہ 5546-B
[illegible]

قادیان

7914-B

1523-A

5623-B

5623-B

قادیان

12277

قادیان

2290-B

11580-A

9341-A

1570-B

11332-A

7511-B

M.P.

11203-A

7069-B

2187-A

1182-A

3250-B

قادیان

13010

8017-B

6231-B

[illegible]
حوالہ: 9916-A

[illegible]
حوالہ: 7925-B

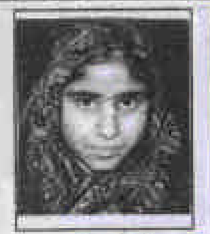

[illegible]
حوالہ: 5942-A

[illegible]
حوالہ: 12451-A

[illegible]
حوالہ: 7034-B

[illegible]
حوالہ: 6738-B

[illegible]
حوالہ: 3595-B

[illegible]
حوالہ: 8462-B

[illegible]
حوالہ: 7786-B

[illegible]
9319-B

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

سالانہ اجتماع واقفین و واقفات نو قادیان ۲۰۰۳ء کا ایک منظر۔
اسٹیج پر محترم الحاج رشید الدین صاحب پاشا صدر عمومی قادیان اور محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری
ناظر اصلاح و ارشاد تشریف فرما ہیں جبکہ مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور سیکرٹری وقف نو تقریر فرما رہے ہیں۔

اجتماع میں شامل واقفات نو

مورخہ ۲۳ جولائی ۲۰۰۳ء کو مجلس خدام الاحمدیہ آندھرا پردیش کے خدام نے سکندرآباد کے ایک ماڈل پبلک اسکول کے
احاطہ میں بچوں کو وائرل بخار سے احتیاط کے لیے ہومیو پیتھک دوائی خوراک دیتے ہوئے

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بہار منعقدہ ۲۰ ستمبر ۲۰۰۳ء
کا ایک منظر۔ محترم امیر صاحب صوبائی حاضرین سے خطاب فرماتے ہوئے۔

دوران سال ماہ جون میں جماعت احمدیہ سنور (کشمیر) کے حلقہ طاہر آباد میں
تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد کیا گیا۔
تصویر میں مکرم طاہر احمد صاحب بیگ متعلم جامعہ احمدیہ کلاس میں شامل بچوں کے ساتھ۔

حلقہ دارالانوار قادیان کے خدام مسجد اقصیٰ میں سائبان لگانے کی تیاری کرتے ہوئے۔
نماز جمعہ کے لیے سائبان لگانے کی ذمہ داری انہیں خدام پر ہے۔

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2003

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105

Vol. NO.22 December 2003 No. 12

[illegible]